بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 46
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
شمارہ نمبر: 33

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal
Registration
No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

10 ربیع الثانی 1418 ہجری 14 ظہور 1376 ہش 14 اگست 1997ء

اخبار احمدیہ

لندن۔ یکم اگست (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹر نیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن پیارے آقا کا حامی و ناصر ہو اور قدم قدم پر تائیدات و نصرتیں فرمائے۔ آمین۔

برطانیہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے ۳۲ ویں جلسہ سالانہ کا عظیم الشان انعقاد

حضرت امیر المومنین کے ایمان افروز خطابات مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کئے گئے

وزیر اعظم برطانیہ ٹونی بلیئر کے پیغام کے علاوہ متعدد ممالک کے ممبران پارلیمنٹ برطانیہ کے میئر اور دیگر دانشوروں کے خطابات

☆ ۹۶ ممالک کے پندرہ ہزار مندوبین کی شرکت ☆ عالمی بیعت کا روح پرور نظارہ اسلامی اخوت و برادری کا دلکش ماحول

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۳۲ واں جلسہ سالانہ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷ جولائی کو جماعت احمدیہ کے وسیع و عریض مرکز اسلام آباد میں جو ٹلفورڈ سرے میں واقع ہے منعقد ہو کر دعاؤں اور ذکر الٰہی کے ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ سالانہ کی ایک خاص بات یہ رہی کہ یہ آج سے سو سال قبل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ میں ۱۸۹۷ء میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ سے متعدد مماثلتیں اپنے اندر رکھتا تھا جس کا ذکر حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ اور دیگر خطابات میں بھی فرمایا چنانچہ جلسہ سالانہ سے قبل جمعہ کے خطبہ میں حضور انور نے خاص طور پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الہامات پڑھ کر سنائے جو آپ پر ۱۸۹۷ء میں نازل ہوئے تھے اور جو جماعت کی عظیم الشان ترقیات و فتوحات کا دلکش منظر پیش کرتے ہیں۔ خطبہ جمعہ کے بعد ہندوستانی وقت کے مطابق ٹھیک آٹھ بجے حضور انور نے

جماعت احمدیہ عالمگیر کا جھنڈا فضا میں بلند کیا یہ بھی ایک عجیب پُر کیف منظر تھا جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ بھارت سمیت دنیا کے ۱۵۳ ممالک کے جھنڈے نہایت شان اور وقار کے ساتھ جلسہ گاہ کے قریب لہرا رہے تھے۔ جو مختلف ممالک کے احمدیوں کو جہاں جماعت کی روایات سے باندھ رہے تھے۔ وہاں انہیں حب الوطنی کا درس بھی دے رہے تھے۔ لوائے احمدیت کی رسم ادا کرنے کے بعد حضور انور افتتاحی پروگرام کیلئے سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ تلاوت کلام پاک سے اس افتتاحی پروگرام کا آغاز ہوا جو مکرم فروز عالم صاحب نے کی۔ اخلاق احمد انجم صاحب نے ان آیات کریمہ کا اردو میں ترجمہ پیش کیا۔ بعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں حضرت ابو یوسف مبارک علی صاحب سیالکوٹی کا فارسی قصیدہ پڑھ کر سنایا گیا جس کا ترجمہ پہلے ہی مکرم نصیر احمد قمر صاحب ایڈیٹر الفضل انٹر نیشنل نے پیش کیا بعدہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا" نہایت شیریں اور خوش الحان آواز میں نسیم احمد صاحب باجوہ نے پیش کیا۔ نظم کے بعد حضور کا افتتاحی خطاب ہندوستانی وقت کے مطابق ۵۔۳۰ شروع ہوا۔ حضور انور نے اپنے خطاب میں ۱۸۹۷ء اور ۱۹۹۷ء کے درمیان حیرت انگیز مماثلتوں کا ایمان افروز تذکرہ فرمایا اسی طرح ۱۸۹۷ کے جلسہ سالانہ قادیان اور ۱۹۹۷ کے جلسہ سالانہ برطانیہ میں مماثلتوں کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا ۱۸۹۷ء کا سال احمدیت کیلئے نصرتوں اور برکتوں کا سال اور احمدیت کے مخالفین کیلئے غموں کا سال تھا۔ یہی وہ سال تھا جس میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو لیکھرام کے قتل کے الزام سے بری قرار دیا گیا اور عین ۱۰۰ سال بعد ۱۹۹۷ میں مجھے ضیاء الحق کے قتل کے الزام سے پاکستانی حکومت نے بری قرار دیا۔ اور اس طرح وہ مولوی جھوٹے ثابت ہوئے جو کہ مجھے ضیاء الحق کے قتل کا ملزم خیال کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ۱۸۹۷ میں کثرت سے کتابیں تصنیف فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے ۱۹۹۷ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی کئی کتب شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضور انور کے اس خطاب کے بعد رات ساڑھے بارہ بجے ہندوستانی وقت کے مطابق عالمی مجلس عرفان اردو میں منعقد ہوئی۔ جس میں حضور نے مختلف احباب کے دینی علمی اور دیگر سوالات کے جواب ارشاد فرمائے۔ جلسہ سالانہ کے درمیانی روز سوا چار بجے شام حضور نے مستورات سے خطاب فرمایا۔ اور بعض خدمت بجا لانے والی لجنات کا نہایت محبت سے ذکر فرمایا۔ ہندوستانی وقت کے مطابق رات نو بجے حضور نے اپنے درمیانی روز کے خطاب میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی مساعی اور عظیم الشان کامیابیوں کا ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا یہ مباہلے کا سال ہے جسے برطانیہ سمیت دنیا کے کئی ممالک کے مولویوں نے قبول کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے نابود ہونے کیلئے دعائیں کی تھیں۔ چنانچہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ یہ سال جماعت کیلئے عظیم الشان برکتوں کا سال رہا اور مخالف مولوی سخت ناکام اور خدا کے غضب کا شکار ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ مباہلے کے ۸ دن کے اندر اندر ایک ایسا معاند احمدیت ہلاک ہوا کہ سارے پاکستان میں اس کی ہلاکت سے ماتم پڑ گیا۔ اخبارات نے بڑی بڑی شہ سرخیوں میں سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کی بم دھماکے میں ہلاکت کا ذکر کیا جن کے ساتھ ۳۰ اور افراد ہلاک ہوئے حضور نے فرمایا یہ عجیب بات ہے کہ اس سال طبعی موت سے وفات پانے والے مولویوں کی نسبت ہلاک ہونے والے مولویوں کی تعداد زیادہ رہی۔ اس سال کل ۹۶ مولویوں کی وفات ہوئی جن میں سے ۵۵ قتل کئے گئے ۲۶۴۴ افراد دہشت گردی اور بم کے دھماکوں سے مارے گئے۔ گینگ ریپ کے ۲۹۲ واقعات کی رپورٹیں درج ہوئیں اخبارات پکار اٹھے کہ گزشتہ چار سال میں اتنے لوگ نہیں مارے گئے جتنے کہ سال ۹۷ کے پہلے چار مہینوں میں ہلاک ہوئے دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے جماعت پر یہ فضل فرمایا کہ اب تک ۱۵۳ ممالک میں جماعت کا پودا لگ چکا ہے۔ اور صرف اس سال ۳۰ لاکھ سے زائد افراد جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔ حضور انور کا یہ خطاب اڑھائی گھنٹہ سے زائد جاری رہا۔ جو جلسہ میں موجود افراد کے علاوہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دنیا کے لاکھوں لوگوں نے سنا اور دیکھا۔ جلسہ سالانہ کے آخری روز ہندوستانی وقت کے مطابق انگریزی میں عالمی مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر کے غیر احمدی اور غیر مسلم دانشوروں صحافیوں سائنسدانوں اور اعلیٰ علمی طبقہ کے لوگوں نے اپنے اپنے رنگ میں سوالات کئے جن کے جواب حضور انور نے نہایت احسن پیرایہ میں دیئے۔ اس مجلس کے بعد شام ساڑھے پانچ بجے عالمی بیعت ہوئی اور ۹ بجے حضور انور اپنے اختتامی خطاب کیلئے رونق افروز ہوئے۔ حضور نے اپنے اس خطاب میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ کے خطبات کے بعض اقتباسات پیش

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

جلسہ سالانہ قادیان ۹۷ء

سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰۶ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ (جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ) فتح ۱۳۷۶ ہش (دسمبر ۱۹۹۷ء) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کیلئے تیاری شروع کر دیں۔ اور اس جلسہ کی کامیابی کیلئے دعا کرتے رہیں۔

مجلس مشاورت

:- اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی نویں مجلس مشاورت کیلئے سیدنا حضور انور نے ۲۱ر دسمبر ۹۷ء (بروز اتوار) کی تاریخ کی منظوری عطا فرمادی ہے امراء کرام صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ شوریٰ کیلئے تجاویز اور نمائندگان کی اطلاع ۳۰ر اکتوبر ۹۷ء تک سیکرٹری شوریٰ کو بھجوادیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپواکر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان : :

لا اله الا الله محمد رسول الله

آزادی ہند اور جماعت احمدیہ

......(۳)......

گزشتہ دو اقساط میں ہم تفصیل سے تحریر کر چکے ہیں کہ جماعت احمدیہ نے آزادی ہند کیلئے جو کوششیں کی ہیں ان میں بنیادی طور پر تین اہم عنصر کار فرما ہے۔

☆ ایک تو تمام ہندوستانی اقوام کا باہم اتفاق و اتحاد اور سیاسی مساوات و رواداری۔

☆ دوسرے حصول آزادی میں عدم تشدد اور حلیمی و نرمی اور جوش کی بجائے ہوش اور عقل کا استعمال۔۔

☆ تیسرے چھوت چھات یا کسی قوم کو حقیر سمجھنے کا خاتمہ۔

چنانچہ انہی تین بڑے مقاصد کو مد نظر رکھ کر جماعت احمدیہ ہندوستان کے سیاسی لیڈروں کی راہنمائی کرتی رہی اس موقع پر یہ بات یاد رکھی جانے کے لائق ہے کہ جماعت احمدیہ کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے۔

لیکن ایک خالص مذہبی جماعت ہونے کے ناطے جماعت کا یہ بھی فرض تھا کہ وہ بنی نوع انسان کی ہر راہ میں صحیح خطوط کی طرف راہنمائی کرے چنانچہ آزادی ہند کی اس مسلسل اور انتھک جدو جہد میں آپ دیکھیں گے کہ جماعت احمدیہ جہاں مجاہدین آزادی کی عظیم خدمات کو سراہتی ہے وہیں اس مقصد کیلئے تشدد کا راستہ اختیار کرنے والوں کو تنبیہہ بھی کرتی ہے۔ جماعت احمدیہ ہمیشہ ہی حکومت وقت کی جائز کاموں میں اطاعت کے ساتھ ساتھ نرمی و ملاطفت و آہستگی سے اپنے جائز حقوق کو منوانے کے حق میں رہی ہے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حصول آزادی کیلئے تشدد کا راستہ اختیار کرنے والوں کو نہایت موثر منطقی و نفسیاتی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ یاد رکھیں کہ جو تشدد کا راستہ حصول آزادی کیلئے آج وہ اختیار کر رہے ہیں اگر انہیں حکومت مل گئی تو کیا وہ پسند کریں گے کہ ان کی حکومت کے زمانے میں بھی عوام اپنے مطالبات کو منوانے کیلئے تشدد کے راستوں کو اختیار کریں پھر اگر آج وہ خود آئندہ آنے والے کو اپنے عملوں سے تشدد کی راہ دکھا رہے ہیں تو پھر اپنی حکومت کے دنوں میں لوگوں کو کس منہ سے روک سکیں گے اس طرح مسلسل اور نہ ختم ہونے والا بدامنی اور بے راہ روی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

ہمیں افسوس ہے کہ بعض لیڈروں نے اس وقت جوش میں آکر حضرت امام جماعت احمدیہ کی اس نصیحت پر عمل نہ فرمایا جس کا نتیجہ آج آزاد ہندوستان میں بھی ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح ہمارے عوام حق و انصاف کے نام پر حصول مفاد کی خاطر تشدد کے راستہ سے گریز نہیں کرتے اور آج ارباب حکومت ایسے مواقع پر کس قدر پریشان ہو جاتے ہیں۔

پس آزادی ہند کے باب میں جماعت احمدیہ کی خدمات کے تعلق سے آپ ہمیشہ اقوام کے اتحاد اور عدم تشدد کے سنہری اصولوں کو کار فرما پائیں گے اور آج ہم نہایت افسوس سے لکھنا چاہیں گے کہ جب جماعت احمدیہ کے پیش کردہ ان بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر دیا گیا تو آزادی تو بے شک ہمیں ملی لیکن تفریق و تقسیم کی آزادی ملی اور ایسی آزادی ملی جو آج ہماری نسلوں میں بھی تشدد کی راہ کو سرایت کر چکی ہے۔ اور شاید آئندہ بھی یہی سلسلہ چلے گا اور اس وقت تک جب تک کہ جماعت احمدیہ کی ان نصیحتوں پر عمل نہیں کر لیا جاتا۔ امن و قانون کے قیام کیلئے ہم یونہی بھٹکتے رہیں گے۔ خیر آزادی ہند کے لئے جماعت احمدیہ کی انہی بنیادی کوششوں کے تذکرے کے ساتھ ساتھ ہم آزادی کیلئے جماعت کی کوششوں کے تذکرے کو آئندہ جاری رکھتے ہیں۔

۱۹۱۸ کی بات ہے جبکہ جنگ عظیم اول اپنے اختتام کو پہنچی اور ہندوستانی عوام اور اخبارات کے دلوں میں یہ ہیجان اٹھنے لگا کہ اب ہندوستان کو آزادی مل جانی چاہئے اس کیلئے اخبارات میں گرم گرم مضامین چھپنے لگے چنانچہ حکومت انگریزی نے "رولٹ ایکٹ" کے نام سے ایک ظالمانہ بل پاس کیا جس کے نتیجہ میں پریس پر خاص پابندیاں عائد کی گئیں ملکی اخبارات نے اس بل کے خلاف سخت احتجاج کیا اور کونسل کے تمام ممبران نے اس کے خلاف ووٹ دئے لیکن باوجود اس کے حکومت نے سرکاری اور نامزد عنصر کی مدد سے یہ ظالمانہ ایکٹ پاس کروا ہی لیا جس سے ۳۰/ مارچ اور ۶/ اپریل ۱۹۱۹ء کو ملک کے گوشے گوشے میں احتجاج کیا گیا۔ چنانچہ گورنمنٹ نے پنجاب کے بعض اضلاع میں مارشل لا نافذ کر دیا اور فوجی عدالتیں قائم کر دیں۔

باوجود اس کے اہالیان امرتسر ۱۳/ اپریل ۱۹۱۹ء کو جلیانوالہ باغ میں جلسہ کرنے کیلئے اکٹھے ہوئے اس پُر امن جلسہ میں امرتسر کے فوجی افسر جنرل ڈائر نے نہتے اور مظلوم ہندوستانیوں پر گولیاں برسائیں جس سے کئی معصوم لوگ بھاگتے ہوئے مارے گئے۔ بہتوں نے ایک قریبی کنویں میں کود کود کر اپنی جانیں گنوادیں حضرت امام جماعت احمدیہ کو جب اس اندوہناک واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے بلا خوف و خطر مارشل لاء کے دور میں جنرل ڈائر کو مجرم قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

"جلیانوالہ باغ کے واقعہ میں جس سختی سے کام لیا گیا ہے وہ نہایت ہی قابل افسوس ہے اور جنرل ڈائر کا یہ قول کہ وہ اس لئے گولیاں چلاتے گئے کہ تا ملک کے دوسرے حصہ پر اثر ہو اور بغاوت فرو ہو جائے ان کے مجرم ثابت کرنے کیلئے کافی ہے اور کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں"۔ (ترک موالات اور احکام اسلام صفحہ ۲)

اس دور میں بعض متعصب انگریز جنرل ڈائر کی حمایت کیلئے چندے اکٹھے کر رہے تھے اس پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے انگریزوں اور انگریزی حکومت کو فرمایا۔

"بعض انگریز تعصب کی وجہ سے جنرل ڈائر کی مدد کیلئے چندہ جمع کر رہے ہیں" (ایضاً صفحہ ۴)

فرمایا:۔

"جنہوں نے جنرل ڈائر کی حمایت کی یا زمین پر رینگنے کے حکم کو جائز قرار دیا یا جنہوں نے جنرل ڈائر کی مدد کیلئے چندہ کیا انہوں نے ظلم کی حمایت کی"۔ (ایضاً صفحہ ۵)

جب ظالم انگریزوں نے مظلوم ہندوستانیوں کو رینگ کر چلنے کا حکم دیا تو حضور نے نہایت بے خوفی سے فرمایا۔

"اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ رینگ کر چلنے کا حکم ایسا وحشیانہ اور ظالمانہ ہے کہ کوئی شخص بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا اور اس کے خلاف اگر ہندوستانیوں کو غصہ پیدا ہو تو یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں"۔ (ترک موالات اور احکام اسلام مصنفہ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی صفحہ ۵)

عظیم مجاہد آزادی حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب جو عالمی عدالت انصاف کے صدر رہے ہیں جلیانوالہ باغ میں معصوم شہریوں پر جنرل ڈائر کی وحشیانہ کاروائی کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

"۱۳ اپریل کو۔۔۔ امرتسر میں جلیانوالہ باغ کا خونیں واقعہ ہو گیا لاہور میں بھی مارشل لاء کا نفاذ ہو گیا بہت سی پابندیاں نقل و حرکت پر عائد کی گئیں کرفیو کا عمل جاری ہو گیا شہر کے اندر زندگی دوبھر ہو گئی۔۔۔ امرتسر میں تو جلیانوالے باغ کے حادثے کے علاوہ بہت سے اور مظالم روا رکھے گئے جن کی غرض عقوبت کے علاوہ تذلیل بھی تھی ان میں سے ایک رینگنے کا حکم بھی تھا وہاں کے فساد میں ایک اینگلو انڈین خاتون بے گناہ قتل ہوئی تھی بے شک یہ ایک وحشیانہ فعل تھا اور قانون کے تحت موجب تعزیر تھا لیکن علاوہ مجرموں کی تعزیر کے جنرل ڈائر نے حکم دیا کہ جس بازار میں یہ جرم ہوا تھا۔ وہاں سے جو ہندوستانی گزرے وہ ہاتھ پاؤں پر رینگتا ہوا گزرے یہ حکم اس بازار کے رہنے والوں پر بھی حاوی تھا جو اپنے مکانوں سے نکلتے وقت اور واپس آتے وقت اس حکم کی پابندی پر مجبور تھے اور اس ذلت و رسوائی کو برداشت کرنے کے بغیر انہیں کوئی چارہ نہیں تھا یہ برطانوی استبداد سے ہندوستان کو آزادی تو ۲۸ سال بعد حاصل ہوئی لیکن اس میں شک نہیں کہ ۱۹۱۹ء کے مارشل لاء اور خصوصاً جنرل ڈائر کی وحشیانہ کاروائیوں نے ہندوستان سے برطانوی راج کی صف لپیٹ دی۔ مارشل لاء کے دوران جو نہایت ذلت آمیز سلوک گورے اور کالے کے درمیان کیا گیا وہ ہندوستانی دلوں پر ایک نہ مٹنے والا نقش چھوڑ گیا"۔

(تحدیث نعمت مصنفہ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب صفحہ ۱۸۰-۱۸۱)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جنہوں نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اپنی زندگی میں نہ صرف دیکھا تھا بلکہ آپؑ کی زندگی میں آپ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام زندگی ہندوستان کی آزادی اور مجاہدین آزادی کی خدمت کی عظیم توفیق بخشی تھی چنانچہ جلیانوالہ باغ کے المناک واقعہ کے بعد جب مارشل ٹریبونلز نے بعض لیڈروں پر سنگین الزامات عائد کر کے ان پر مقدمات چلائے تو حضرت چودھری صاحب موصوف نے مارشل لاء کی عدالتوں میں نہایت بے خوفی سے ان لیڈران کی وکالت کے فرائض بھی سرانجام دئے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جبکہ عام طور پر ہندوستانی وکلاء مارشل لا کیسوں کی پیروی کرنے سے سخت خوفزدہ ہوتے تھے ایسے موقع پر آپ نے کئی لیڈران کے مقدمہ کی پیروی کی۔ مجاہدین آزادی کی خدمات کے ضمن میں حضرت چوہدری صاحب کا یہ ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جو آزادی ہند کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جا چکا ہے۔ اور انصاف پسند ہمیشہ اس کو جذبۂ قدر سے یاد رکھیں گے۔ (باقی)

منیر احمد خادم

وہاڑی (پاکستان) میں مکرم چوہدری عتیق احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ کو شہید کر دیا گیا

(پریس ڈیسک) نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ ۱۹/ جون ۱۹۹۷ء کو چودھری عتیق احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ سابق امیر جماعت احمدیہ دہاڑی کو شہید کر دیا گیا۔ مرحوم شام ساڑھے پانچ بجے کے لگ بھگ وہاڑی سے بذریعہ کار اپنی زرعی زمینوں واقعہ چک نمبر ۳۳ جا رہے تھے کہ پیچھے سے ایک موٹر سائیکل آیا جس پر دو آدمی سوار تھے۔ انہوں نے کار سے آگے نکل کر تین فائر کئے۔ جن کے نتیجے میں چودھری عتیق احمد صاحب باجوہ اور ان کی کار کے ڈرائیور دونوں موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ چک نمبر ۳۳ وہاڑی سے بوریوالہ روڈ کے قریب ہے اور وہاڑی سے نصف گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔ مرحوم کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ جنازہ ربوہ لے جایا گیا جہاں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ ایک بہادر اور مخلص احمدی اور خدا کے فضل سے بہت پر جوش داعی الی اللہ تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ

اصل جہاد یہی ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے

تبلیغ کے ذرائع بے شمار ہیں، صرف تلاش کرنے والے کی ضرورت ہے۔

تبلیغ کے متعلق نہایت اہم تفصیلی ہدایات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۶/ جون ۱۹۹۷ء بمطابق ۶/ احسان ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

يايهاالرسول بلغ مآ انزل اليك من ربك و ان لم تفعل فما بلّغت رسالته

والله يعصمك من الناس ان الله لا يهدى القوم الكٰفرين- (سوره المائده آيت ٦٨)

اس آیت کریمہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ یہ وضاحت فرما رہا ہے کہ اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اتارا گیا ہے اسے آگے لوگوں تک پہنچادے۔ ﴿و ان لم تفعل فما بلغت رسالته﴾ اگر تو نے اس پیغام کو آگے نہ پہنچایا تو گویا تو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ ﴿والله يعصمك من الناس﴾ ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ تجھے بچائے گا کیونکہ اسکے نتیجے میں مخالفین ضرور ہونگی شدید رد عمل ہونگے لیکن یاد رکھ کہ جس کے حکم کی تو پیروی کرے گا وہی خدا تیری حفاظت فرمائے گا۔ ﴿ان الله لا يهدى القوم الكافرين﴾ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

یہ وہ امور ہیں جن کا آج کے خطبے سے بنیادی طور پر تعلق ہے۔ اگرچہ گزشتہ خطبے میں بھی اسی مضمون یعنی دعوت الی اللہ کے مضمون کو بیان کیا تھا مگر چونکہ یہ ہمارا سال جو جلسہ سالانہ یوکے پر ختم ہوگا یہ تھوڑا باقی رہ گیا ہے اور کام ابھی بہت باقی ہیں اس لئے گزشتہ خطبے میں تو زیادہ تر میرے ذہن میں افریقن ممالک اور کئی مشرقی ممالک تھے جن میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت تیزی سے کام آگے بڑھ رہے ہیں اور ان بڑھتے ہوئے اور تیز رفتاری سے بڑھتے ہوئے کاموں کے تقاضے پورے کرنے کے لئے میں نے کچھ نصیحتیں کی تھیں۔ اب خصوصیت سے میرے پیش نظر وہ ممالک ہیں جو پیچھے رہ گئے ہیں اور ان میں مغربی ممالک، جرمنی کو چھوڑ کر باقی مغربی ممالک، خاص طور پر میرے مخاطب ہیں کیونکہ تبلیغ کے کاموں میں وہ بہت پیچھے ہیں۔

امریکہ ہو یا کینیڈا ہو یا یورپ کے دیگر ممالک اور یوکے جہاں یہ خطبہ ہو رہا ہے اکثر نے حقیقت میں تبلیغ کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ زائد کام ہے۔ اس غلط تصور کو توڑنے کے لئے میں نے یہ آیت آج آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ لغو اور بیہودہ خیال ہے یہ زائد کام ہے ہی نہیں۔ اگر یہ زائد کام ہوتا تو آنحضرت ﷺ کو مخاطب فرما کر خدا یہ نہ کہتا کہ تبلیغ کر، ورنہ تو رسالت کا حق ہی ادا کرنے والا نہیں ہوگا۔ گویا تو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ میں پہلے بھی خوب اس بات کو خوب کھول چکا ہوں۔ اگر ادنیٰ سی بھی عقل سے کام لے کے دیکھیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کو اکیلے تبلیغ کا حکم تھا اور ماننے والوں کو اجازت تھی کہ تم جو چاہو کرتے پھرو اکیلے محمدؐ رسول اللہ کو تبلیغ کرنے دو۔ یہ تو ویسی ہی ذلیل بات ہے جیسے موسیٰ کی قوم نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ جا تو اور تیرا رب لڑتے پھرو ہم تو یہاں بیٹھ رہنے والے ہیں جب فتح حاصل کر لو گے تو ہمیں بتا دینا۔ تو اگرچہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو فتح دے بھی سکتا تھا لیکن انکار کر دیا اور حضرت موسیٰ کو بھی اسکی وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ تو وہ عرصہ جو وعدے کا عرصہ تھا وہ گزر گیا اور پھر بھی آپ کو ارض مقدسہ میں داخل ہونے کی توفیق نہ ملی کیونکہ قوم نے ساتھ نہیں دیا تھا۔ تو اب آنحضرت ﷺ کے ساتھ دینے کا معاملہ ہے۔ اس کو کون کہہ سکتا ہے کہ طوعی بات ہے۔ فرض ہی نہیں بلکہ جذبات کے ساتھ اس کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جب آپ نے پوچھا تھا اہل مدینہ پیش نظر تھے، کہ بدر کی جنگ میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ تو جب صحابہ سمجھ گئے اور اہل مدینہ سمجھ گئے کہ ہم مخاطب ہیں تو ایک نے ان میں سے اٹھ کر کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے جو میثاق مدینہ کیا تھا پہلے زمانے کی باتیں ہیں۔ جب یہ شرطیں تھیں کہ مدینے پر اگر کوئی حملہ آور ہوا تو ہم لڑیں گے اور اگر مدینہ سے باہر ہوا تو ہم نہیں لڑیں گے ساتھ۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے ذہن میں وہ بات ہے۔ وہ تو گزر گئے زمانے۔ آپ کو جانتا کون تھا اس وقت، کون پہچانتا تھا کہ آپ کی کیا عظمت ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ اس طرح کہا تھا مگر مراد یہی تھی۔ اب جب کہ ہم آپ کے عاشق ہو چکے ہیں، آپ کی عظمت کو پہچان گئے ہیں آج ہمارا جواب یہ ہے کہ خدا کی قسم ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے، آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے، آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے۔ ناممکن ہے کہ دشمن آپ تک پہنچے سوائے اس کے کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا آئے۔ اور اے رسول اللہ! اگر آپ حکم دیں گے کہ سمندروں میں گھوڑے دوڑاؤ تو خدا کی قسم ہم سمندروں میں گھوڑے دوڑا دیں گے۔ یہ ہے حقیقت ایمان، یہ ہے آنحضرت ﷺ کا عشق جس کا اظہار اس وقت ایسی شان سے ہوا ہے کہ کبھی دنیا میں کسی نبی کی قوم نے اس طرح اپنے نبی کو مخاطب نہیں کیا۔

تو وہی ہم ہیں اور وہی محمدؐ رسول اللہ ہیں ﷺ۔ آج بھی جہاد ہے یہ اور **اصل جہاد یہی ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔ اس موقع پر کون کہتا ہے کہ طوعی چیز ہے، مرضی ہے تو کرو مرضی ہے تو نہ کرو۔** حد سے زیادہ بے وقوفی اور ظلم ہے۔ آج کیا رسول اللہ کو اکیلے چھوڑ دو گے جبکہ ﴿ليظهره على الدين كله﴾ کے دن آئے ہیں۔ جب ساری دنیا پر اسلام کو غالب کرنے کا وقت پہنچا ہے تو کیا تم پیچھے ہٹ جاؤ گے۔ اور یہ سوچو گے کہ پتہ نہیں ہم مخاطب ہیں بھی کہ نہیں۔ ہم تو تبلیغ کر ہی رہے ہیں۔ اکیلے کو مخاطب کرنے میں یہ حکمت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ساری قوم کو مخاطب کر سکتا تھا جس کا مطلب بعض دفعہ فرض کفایہ لیا جاتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی بجائے مسلمانوں کو عمومی مخاطب کرتا تو لوگ سمجھتے کہ ہم میں سے بعض تو کر ہی رہے ہیں نا، فرض پورا ہو گیا۔ مگر دو حکمتیں ہیں ایک رسول اللہ کو ذاتی طور پر مخاطب کرنے کا مطلب ہے کہ تجھ سے زیادہ بڑا کسی کا مقام نہیں، تجھ سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں ہے اگر تو بھی یہ کام نہیں کرے گا تو میری نظروں میں رد ہو جائے گا۔ نعوذبالله من ذالك۔ رد ہونے کا تو سوال ہی نہیں تھا مگر سننے والے کانوں کو پیغام تھا کو غور سے سن لو کیا ہو رہا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ جن کی خاطر میں نے کائنات کو پیدا کیا تھا آپ کو مخاطب کر کے میں کہہ رہا ہوں کہ تبلیغ نہیں کرو گے تو تم رسالت کا حق ہی ادا نہیں کرو گے۔ اے محمدؐ رسول اللہ کے غلامو! تم اپنے متعلق سوچ لو کہ تمہارا کیا حال ہوگا، تمہاری کیا حیثیت ہوگی میرے سامنے اگر تم نے محمدؐ رسول اللہ کا پیغام آگے نہ پہنچایا تو کس شمار میں ہو۔

دوسرے واحد کے صیغے میں مخاطب فرمایا ہے جس کا مطلب ہے ہر شخص، ہر فرد بشر مخاطب ہے۔ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ قومی طور پر فریضہ ہے محمدؐ رسول اللہ کا نام لے کر، مخاطب کر کے فرمایا تم ہو میرے مخاطب۔ گویا آپ کی ذات کے تعلق سے جو بھی آنحضرت ﷺ کی غلامی کا دم بھرتا ہے وہ ہر ایک مخاطب ہوتا چلا جاتا ہے ایک بھی اس سے باہر نہیں رہتا۔ پس سب سے پہلے تو اہمیت سمجھیں۔ کئی لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہتے ہیں جی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے تبلیغ ہو رہی ہے جماعت کر رہی ہے تو ہمارا بھی حصہ

سمجھ لیں بیچ میں۔ آپکا حصہ نہیں ہے۔ مالی قربانی اور چیز ہے عبادتیں کرنا اور چیز ہے اور تبلیغ کو واضح طور پر پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے وہ ان ساری قربانیوں کے علاوہ تھا۔ ایک ایسے وجود کو حکم دیا جارہا ہے جو مالی قربانی میں سب سے آگے نکل گیا تھا، ایک ایسے وجود کو حکم دیا جارہا ہے جو بدنی قربانی میں سب سے آگے نکل چکا تھا مگر عبادتوں کو اس مقام تک پہنچا دیا تھا کہ اس سے آگے عبادتوں کا تصور باندھا ہی نہیں جا سکتا۔ اس کو مخاطب کر کے فرمارہا ہے اگر تو نے یہ تبلیغ کا حق ادا نہ کیا (فما بلغت رسالته) تو پھر اپنی رسالت کا ہی حق ادا نہیں کرے گا۔ **تو پہلے تو دماغ سے یہ کیڑا نکالیں کہ عمومی طور پر جماعت تبلیغ کر رہی ہے اس لئے کافی ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کسی نہ کسی طرح ضرور حصہ ڈالے اور اس کے حصہ ڈالنے کی بہت سی صورتیں جماعتیں پیدا کر سکتی ہیں۔** مختلف خطبوں میں میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ اب میں پھر یاد دہانی کروا رہا ہوں مگر لوگ بھول جاتے ہیں۔ اب جتنے بھی خصوصیت کے ساتھ مغربی ممالک ہیں ان کی جماعتوں کا فرض ہے کہ مسلسل اس پہلو کو آپ اپنے پیش نظر رکھیں۔ **ہر مجلس عاملہ میں ان باتوں پر غور کریں کبھی ایک پہلو پر عمل کر کے اس کا نظام جاری کریں پھر دوسرے پہلو پر غور کر کے اس کا نظام جاری کریں۔** تھکیں اور ہاریں نہیں جب تک کہ یہ نظام کلیۃً جاری نہیں ہو جاتا اور سارے احمدی، مرد ہوں یا عورت، بڑے ہوں یا بچے وہ اپنے اپنے رنگ میں اس میں شامل نہ ہو جائیں۔ شامل ہونے کے لئے ہر ایک کی صلاحیتیں ہوا کرتی ہیں بعض ایسے بھی شامل ہونے والے ہوتے ہیں جو بستر پر پڑے دعائیں ہی کرتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ شامل نہیں ہیں۔ مگر اس سے زیادہ توفیق نہیں ان کی۔ جن کی توفیق ہو زیادہ کی اور پھر کم کر رہے ہوں وہ شامل نہیں ہوتے۔ **تو جماعت کے مختلف حصوں کی توفیق طے کرنا اور جن کو کم توفیق ہو ان کی توفیق بڑھانا یہ نظام جماعت کا کام ہے۔** جہاں تک توفیق کا تعلق ہے اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً ایک یہ ہے کہ گزشتہ جو خطبہ میں نے دیا تبلیغ کے متعلق تو مجھے کثرت سے ایسے خط ملے یا زبانی پیغام ملے کہ سخت دل بیقرار ہے کہ ہم بھی پوری طرح حصہ لیں مگر ہمیں پتہ نہیں کس طرح حصہ لیں۔ حصہ لینا نہیں آتا، دلیلیں نہیں آتیں، رابطہ کیسے آگے بڑھائیں۔ خواتین ہیں وہ بھی پوچھتی ہیں اور کئی کہتے ہیں کہ ہم کرتے تو ہیں تبلیغ مگر دل کی حسرت پوری نہیں ہوتی، کوئی پھل نہیں لگتا، اور یہ سارے مسائل ہیں جن کو اہل علم کو حل کرنا ہے۔ نظام جماعت کا فرض ہے کہ وہ ان مسائل کو عمومی طور پر پیش نظر رکھ کر پھر انفرادی طور پر ہر شخص کی راہنمائی کرے۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو ہونے والا ہے۔ اس کا آغاز بھی پوری طرح اکثر جگہ پر نہیں ہوا تو پھر میں کیوں نہ آپ کو بار بار یاد کراؤں۔ یہ تو سال کی بات ہے دو مہینے رہ گئے یا کم رہ گئے۔ صدی میں کتنا وقت رہ گیا ہے باقی۔ **اور اگلی ساری صدی کو ہم نے پیغام بھیجنا ہے اپنی طرف سے کہ اے آنے والی صدی اور اس کے بعد آنے والی صدیو! ہمارے عشق اور ہماری قربانیوں نے تمہیں بھی حصہ دیا ہے اس لئے تم ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ یہ پیغام ہے جو ہماری آج کی احمدیت کی دنیا نے کل کی احمدیت کی دنیا کو دینا ہے اس لئے کمر ہمت کسیں۔** اس سے پچھلی غفلتوں کو دور کریں اور کام شروع کریں مگر وہ جن کو کام شروع کرنا نہیں آتا ان کا کیا کریں۔ اور اکثر وہ ہیں جو تبلیغ کرنا چاہتے بھی ہیں تو کام کرنا نہیں آتا۔ ان کی وجہ سے میں آج جماعت کو، نظام جماعت کو مخاطب کر کے کچھ چیزیں سمجھانا چاہتا ہوں اور اگر آج کے وقت میں نہ سمجھائی جا سکیں تو انشاء اللہ آئندہ خطبے میں اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔

اب صرف تبلیغ کی ذمہ داری کا جائزہ لینا بہت بڑا کام ہے یعنی انگلستان کی مثال لے لیجئے اس بات کا جائزہ لینا کہ کون تبلیغ کر رہا ہے، کون نہیں کر رہا اور فہرستیں بنانا، ایک ایک دروازہ کھٹکھٹانا معلوم کرنا، پھر آگے کیسے تبلیغ کرتے ہیں یہ بعد کی بات ہے۔ سب سے پہلے ایسا نظام قائم کرنا جس کے ذریعے ہر فرد بشر تک اس طرح رسائی ہو جیسے اللہ کو محمد رسول اللہ تک رسائی تھی اور یہ حکم دیا جارہا تھا ﴿بلغ ما انزل علیك﴾ جو تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے تجھ پر اسے پہنچا آگے۔ اب اس پیغام کا اکثر لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ کس طرح پہنچایا گیا تھا۔ اللہ مخاطب تھا محمد رسول اللہ ﷺ مخاطب تھے۔ آپ سے خطاب کیا جارہا تھا اکیلے پیغام دے دیا اور پیغام دے کر اللہ نے درست سمجھا کہ محمد کو پیغام دیا تو ساری دنیا کو پیغام دے دیا کیونکہ ساری دنیا کا رسول ہے۔

اور جب یہ کہا جارہا ہے کہ تو اپنی رسالت کو آگے نہیں پہنچائے گا اگر تبلیغ نہیں کرے گا تو گویا ساری دنیا کو تبلیغ پہنچانے کا انتظام ہو گیا ہے آنحضرت ﷺ کو فرما دیا اللہ نے۔ اب آپ سے گھر گھر پیغام اس طرح پہنچنا چاہئے۔ اکثر لوگوں کو پتہ ہی نہیں اکثر ہمارے یہاں کے جو نسل کے بچے ہیں ان بے چاروں کو پتہ ہی نہیں کہ یہ پیغام ان کو پہنچا ہوا ہے لیکن ان تک نہیں پہنچا۔ آنحضرت ﷺ کو مل چکا ہے آگے ہم غلاموں کا فرض تھا کہ ہر ہر گھر اسی طرح پہنچائیں، ہر گھر کے ہر فرد تک یہ بات پہنچائیں جو ہم نے نہیں پہنچائی۔ تو صرف یہی نظام اگر مقرر کریں تو دیکھیں کتنی بڑی محنت کا کام ہے۔ اس ضمن میں کچھ وہ لوگ ہونگے جو براہ راست تبلیغ نہیں کر سکتے، کوئی بوڑھے ہیں، کوئی بے کار ہیں بیچارے، ابھی ان کو تبلیغ سکھانا لمبا کام ہے۔ ان کو اس نظام کا حصہ تو بنایا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے یہ خیال کر لینا کہ سیکرٹری تبلیغ کے اوپر بات چھوڑی اس نے آگے کر لیا یہ محض واہمہ ہے کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ مرکزی سیکرٹری تبلیغ کو یہ سارا خطبہ سنا بھی دیں تب بھی وہ آگے کچھ نہیں کرے گا۔ اس میں صلاحیت نہیں ہے اور اس صلاحیت کی خاطر میں نے مجلس عاملہ کا فرض مقرر کیا ہے۔ مجلس عاملہ کی عمومی صلاحیت کام آنی چاہئے۔ اور یہ سوال نہیں ہو گا کہ فلاں سیکرٹری رشتہ ناطہ ہے اور فلاں سیکرٹری فلاں ہے۔ ساری مجلس عاملہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور معین طور پر اب مقرر کر رہا ہوں کہ یہ جو باتیں میں کہوں گا آج کہہ رہا ہوں یا کل کہوں گا ان سب کی ذمہ دار ہر ملک کی مجلس عاملہ ہو گی اور امیر اس کا دماغ اور اس کا دل ہے۔ اسلئے **امیر کا فرض ہے کہ وہ ان باتوں کو آگے جاری کرنا شروع کرے۔** اور یہ ایک دن میں جاری نہیں ہو سکتیں۔ ایک دن میں ان سب باتوں کا آغاز بھی نہیں ہو سکتا۔ آج مثلاً یہ کام شروع ہو سکتا ہے شروع کر دیں اور اللہ پر توکل رکھیں اور پھر مسلسل نظر رکھیں کہ رفتہ رفتہ لیکن لازمی اور قطعی قدموں کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھائیں۔

پس ایک جائزے کا نظام ہے وہ فوری طور پر قائم ہونا چاہئے اور اس جائزے کے نظام سے تعلق میں میں یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے الگ الگ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ یہ تقسیمیں نہیں ہونے دینی اس کام میں۔ کیونکہ بعض دفعہ اس طرح کام بگڑ جاتے ہیں۔ کوئی انصار کے پلے پڑ گئے، کوئی خدام کے پلے پڑ گئے، کوئی اطفال کے اور اپنے اپنے رنگ میں غلطیاں بھی کرتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ ہلکی باتیں کر دیتے ہیں۔ امیر کے شعبے میں ایک وزن ہے، امیر کے منصب میں ایک ایسا وقار ہے جو ذیلی تنظیموں کو حاصل نہیں اس لئے امراء کا فرض مقرر کر رہا ہوں وہ مجلس عاملہ پر بیٹھیں اور چاہیں تو خدام سے آدمی لیں، چاہے انصار سے آدمی لیں اور یہ جو ہدایت تھی کہ انصار اللہ کے سپرد انصار کی حیثیت سے، خدام الاحمدیہ کے سپرد خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے امیر نے کام نہیں کرنا وہ ابھی بھی اسی طرح ہے۔ لیکن اس تعلق میں چونکہ ان کو میں الگ الگ نہیں کرنا چاہتا، میں سمجھا رہا ہوں کہ امیر اگر کسی صدر سے کہے کہ مجھے اس قسم کے آدمی چاہئیں تو اس صدر کا فرض ہو گا کہ اس قسم کے آدمی امیر کو مہیا کر کے دے۔

اور جہاں تک کریڈٹ کا تعلق ہے یہ فضول اور ہلکی باتیں ہیں کہ خدام الاحمدیہ نے کریڈٹ لے لیا، لجنہ نے کریڈٹ لے لیا۔ کریڈٹ تو اللہ دیا کرتا ہے اور جو بھی اخلاص سے خدا کے حضور اپنی جان پیش کرتا ہے، اپنا مال پیش کرتا ہے، اپنی عقل پیش کرتا ہے اس کو ساتھ ساتھ کریڈٹ مل رہا ہے اس کے لئے انتظار نہیں کیا جاتا کہ مرے گا تو کریڈٹ ملے گا۔ ﴿والله سريع الحساب﴾ اللہ کے سریع الحساب ہونے کا یہ بھی مطلب ہے کریڈٹ کا نظام ساتھ ساتھ جاری ہے، اسی لمحے فیصلہ کرتا جاتا ہے کہ اس کو یہ مل گیا اور اس کے کھاتے میں لکھا گیا ہے مرنے کے بعد پھر اس کو سمجھ آئے گی کہ ایک ذرہ بھی ضائع نہیں گیا۔ تو اس اعلیٰ نظام، اس ہی کھاتے میں آپ کا کریڈٹ جارہا ہے آپ کو کیا فرق پڑتا ہے کہ خدام کے نام الگ یا لجنہ کے نام الگ کوئی کریڈٹ گیا ہے کہ نہیں گیا۔

جب بھی امیر آپ سے کہے تو بسم اللہ پڑھتے ہوئے، اہلاً و سہلاً و مرحبا کہتے ہوئے اس کے حضور جتنا وہ آپ سے چاہے اتنے نفس پیش کر دیں کہ ہمارے فلاں فلاں حلقے میں یہ یہ ہے وہ آپ کے اس بتائے ہوئے کام میں خصوصی طور پر مدد کریں گے۔ یہ جو جائزے کا نظام ہے ایک دفعہ جاری ہو جائے پھر مستقل نہ بھی رہے تو فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ جائزہ ابتداء میں زیادہ آدمی چاہتا ہے اور اس کے لئے ہم زیادہ عہدیدار نہیں بنا سکتے ورنہ ایک Surplus چیز بن جائے گی، بیکار سی چیز کہ عہدے باقی رہیں گے اور کام نہیں رہے گا۔ مطالبہ کچھ نہیں ہو گا اور بیٹھے رہیں گے ادھر ادھر ہو کر۔ اس لئے عہدوں کی تقسیم میں نہیں کر رہا، کام کی تقسیم کر رہا ہوں۔ امیر مانگے گا آدمی کہ مجھے سارے ملک کا جلدی سے جائزہ چاہئے اور اس کے لئے مجھ اس نوع کے آدمی چاہئیں اور پھر امیر ان کو بتائے گا کہ تم نے یعنی وہ آدمی مقرر کریگا جن کو ان کے اوپر نگران بنایا جائے گا۔ اس کے لئے بھی بہت سے کام چاہئیں اور کہے گا تم نے پندرہ دن میں، دس دن میں جتنی جلدی سے جلدی ہو سکے یہ جائزہ لینا ہے کہ تبلیغ کر کون رہا ہے اور کیسے کر رہا ہے اور جب کیسے کی بات شروع ہو گی پھر

ایک اور نظام شروع ہو جائے گا۔

یہ بتانا کیسے ہے ان کو کہ کیسے تبلیغ کی جاتی ہے۔ اکثر لوگ تو کہتے ہیں ہم حاضر ہیں جی بتاؤ کس طرح تبلیغ کریں۔ لیکن جب آپ تبلیغ کرنے کی خواہش رکھنے والوں کا جائزہ لیں تو وہاں آپ کو پتہ چلے گا کہ کتنا بڑا سقم ہے۔ اکثر بیچارے خواہش رکھتے ہیں طریقے کا پتہ کوئی نہیں۔ ان کیلئے طریقے طے کرنا، ان کو سمجھانا اس کے مختلف ذرائع ہیں جن کو جماعت کو اختیار کرنا ہوگا۔ ان میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ دوسرا جائزہ یہ لیں کہ آپ میں سے مؤثر کام کرنے والے ہیں کون۔ اور جہاں تک میں نے ملکوں کا جائزہ لیا ہے پاکستان ہو یا غیر پاکستان **ہر جگہ کچھ ایسے لوگ ضرور نظر آتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں عطا کی ہیں۔ ان کی زبان میں مٹھاس ہے یا سادگی کی طاقت ہے یا کچھ اور باتیں ہیں جو ضرور پھل لے آتی ہیں۔** پس پھل لانے والے اور درخت ہیں اور پھل نہ لانے والے اور درخت ہیں۔ لیکن درختوں کو پھل دار بنانا تو ہمارا کام ہے۔ اس لئے پھل دار درختوں سے پوچھیں تو سہی کہ آپ کرتے کیا ہیں جو آپ کو پھل لگتے ہیں۔ یعنی انسان تو بولتے ہیں یہ تو بتاتے ہیں، وہ سمجھائیں گے کہ ہم نے تو یہ طریقہ اختیار کیا تھا اور اللہ کے فضل سے پھل لگ رہے ہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ نہیں لگتے تو اس سے پوچھو کیوں نہیں لگ رہے، ہمیں تو لگتے ہیں۔ آج اسی دنیا میں ایسے ہیں جن میں سے اکیلے نے مثلاً ستر (۷۰) کا وعدہ کیا ستر (۷۰) کر دیئے۔ بعض ایسے ہیں کہ ساری جماعت کا وعدہ اکیلے نے پورا کیا ہوا ہے اور باقی چپ کر کے بیٹھے ہیں اور رپورٹ ہے کہ الحمد للہ جماعت فلاں کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اتنا ٹارگٹ تھا اتنا ہو گیا۔ جب پتہ کرو تو ایک ہی شخص تھا جس نے یہ سارا کام پورا کیا۔ مگر جب ایک شخص کا کام ہو گیا تو پھر اور بھی ذمہ داریاں آئیں گی جن کا میں آئندہ بعد میں ذکر کروں گا۔ تو جائزہ لینے کے بعد دوسرا جائزہ ان کا لینا ہے جو اچھا کام کرتے ہیں اور ہیں کتنے۔ اب سارے انگلستان میں گنتی کے شاید ایک ہاتھ کی انگلیوں پہ گنے جائیں یا دو ہاتھ کی انگلیوں پہ گنے جائیں اس سے زیادہ نہیں ہونگے۔ ان کو شمار کرو، ان کو بلاؤ اور محض ان سے تقریریں نہ کرواؤ خود مجلس عاملہ بیٹھ کر ان سے سمجھے، پتہ کرے کہ وہ کیا کیا کام کرتے ہیں، طریقے کیا ہیں اور پھر انہی کو نگران بنا کر مختلف علاقے کے احمدیوں کی تربیت کے لئے ایک نظام جاری کیا جائے۔

سارے کامیاب مبلغ اپنے ساتھ کچھ آدمیوں کو لگائیں اور جن لوگوں کو لگایا جائے یہ وہ ہوں جو اس فہرست میں سے چنے جائیں جو پہلے تیار ہونگے۔ اور ان میں جوش رکھنے والے، محبت رکھنے والے پر خلوص لوگ ہیں پہلے ان کو پکڑیں۔ جو ابھی بے چارے بالکل ہی بے جان سے ہیں، جن میں ابھی نئی نئی جان ڈالی جا رہی ہے ان پر بوجھ نہ ڈالیں۔ جب ایک جگہ سے ایک پودا دوسری طرف منتقل کیا جاتا ہے تو اسی وقت تو نہیں اس کو پھل لگ جایا کرتا، اسی وقت اس پر بوجھ نہیں ڈالے جاتے بلکہ بڑی احتیاط کی جاتی ہے۔ ہمارے پاکستان میں جب میں زمینداری خود کیا کرتا تھا تو چاولوں کی پنیری ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔ شروع میں کچھ دیر جب تک وہ پودا جڑیں نہ پکڑ جائے اس کی بڑی احتیاط کرتے تھے۔ کسی بچے کو بھی اندر نہیں گھسنے دیتے تھے کیونکہ جہاں پاؤں پڑا وہاں وہ ختم ہو گیا۔ تو یہ وہم ہے کہ وہ لوگ جن کی فہرست بنائی جائے گی جن کو آپ اس نئی فہرست میں یعنی تبلیغ کرنے والوں میں داخل کریں گے پہلے ہی دن ان پر سارے بوجھ ڈال دیئے جائیں یہ نہیں ہو سکتا۔ پہلے ان میں سے وہ چنیں جو کچھ جان رکھتے ہیں، جن کے اندر نصیحتیں قبول کرنے کی خواہش ہے اور استطاعت ہے کہ اب پر عمل بھی کر سکیں۔ ان کا جائزہ لینا ایک بہت بڑا کام ہے۔ ان میں سے مختلف رجحانات رکھنے والے لوگ ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو تحریری، تبلیغی کام یعنی ڈاک کے کام میں بہت مستعد ہونگے۔ جب ان کو کہا جائے باتیں کرو تو بالکل بات نہیں کرنی آئے گی۔ ایسے بھی ان میں ہونگے جو میٹھی طبیعت ہونے کی وجہ سے کسی کو بلائے اپنے گھر تو آجائے گا۔ گھر بلا کر ویڈیو دکھانی ہے کوئی۔ تو پتہ ہونا چاہئے کہ کیا دکھانی ہے اور کیسے دکھانی ہے۔ اگر لٹریچر پیش کرنا ہے تو اس کا پتہ ہونا چاہئے۔ تو یہ ساری تفصیلات ہیں جو دوسرے قدم کی تفصیلات ہیں۔ ان کو طے کرنا بھی بہت لمبا کام ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں ابھی شروع ہی نہیں ہوا کبھی تو شروع کروانا ہے وہاں۔ اس لئے اب اس قسم کے خطبے پہلے بھی دیئے ہوئے ہیں مگر بیچ میں مجھے پتہ ہے کہ آہستہ آہستہ سب سو گئے اس لئے بار بار یہ بتانا پڑتا ہے، آپ کو یاد کروانا پڑتا ہے کہ یہ طریق کار ہے۔

اس ضمن میں مثلاً اگر **آپ تبلیغ کا جائزہ لیں گے تو لٹریچر کا بھی تو جائزہ لینا پڑے گا۔ لٹریچر کا جائزہ لیں گے تو آڈیو کیسٹس کا بھی جائزہ لینا ہوگا، ویڈیو کیسٹس کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔ یہ بھی تو جائزہ لینا ہوگا کہ اس لٹریچر میں کیا ہے۔ مخالف کیا شرارتیں کرتا ہے اس کا جواب کس کس لٹریچر میں موجود ہے۔ آڈیو ویڈیو میں کس قسم کی شرارتوں کے جواب موجود ہیں۔ کون سی ایسی چیزیں ہیں جو سوال و جواب کے طور پر نہیں بلکہ جماعت کی خدمت کا تعارف کرانے میں بہت اثر رکھتی ہیں۔** مجالس ہیں عربوں کے ساتھ، جرمنوں کے ساتھ اور دوسری قومیں ہیں یا البانین وغیرہ ہیں صرف اس کو دیکھنا ہی اثر ڈال دیتا ہے۔

غرضیکہ یہ جائزہ اپنی ذات میں ایک بڑا بھاری کام ہے اور اس جائزے کے بغیر آپ ان لوگوں کو جو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں معین ٹھوس کام دے ہی نہیں سکتے، مجبوری ہے۔ یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہوں میں جا کر دب جایا کرتی ہیں۔ بہت سی آڈیو ویڈیوز ہیں جو اپنے اپنے مقام پر جا کر دب کر وہیں بیٹھ گئیں، سو گئی ہیں وہاں جا کے۔ اور ارد گرد لوگ پوچھ رہے ہیں کہ فلاں بات کا جواب ہم کہاں سے لیں۔ ساری دنیا میں پہنچائی گئی ہیں یہ باتیں پھر وہاں سے خط آجاتے ہیں۔ کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اس نظام کو جاری نہ کیا گیا ہو اور ہر ملک کے باشندوں کو اس ملک کے امیر نے یا جو بھی اس کا ناظم مقرر تھا اس نے یہ ہی نہیں بتایا کہ ہمارے پاس کیا کیا چیز ہے۔ تو بولو تو سہی کہ تمہارے پاس ہے کیا۔ جیب میں پتہ نہ ہو کہ کیا ہے تو کوئی مانگے گا کیا آپ سے۔ اپنی جیب کے راز کھول دو ساری جماعت کو بتاؤ۔

ہر تبلیغ کرنے والے کو بتاؤ تمہیں کیا پتہ ہمارے پاس کیا کیا چیزیں ہیں۔ اور جب یہ بتاؤ گے تو پھر ایک اور تقسیم ذہن میں ابھرے گی۔ ہمارے پاس بنگالیوں کے لئے بھی لٹریچر ہے۔ بنگالیوں کے لئے بھی ویڈیوز ہیں آڈیوز ہیں۔ بنگالی زبان میں مختلف مجالس کے ترجمے ہوئے ہیں اور بنگالی زبان میں بنگالی مسائل کو حل کرنے کے لئے ہمارے پاس آڈیوز بھی ہیں، ویڈیوز بھی ہیں اور بنگالی لٹریچر بھی ہے۔ اب یہ سب اپنی جگہ دبا پڑا ہے۔ ایک آدمی مشرقی لندن سے اٹھ کر مجھے خط لکھتا ہے کہ فلاں بنگالی دوست ہے میں اس کو کیا کروں۔ اب ہر ایک کو میں کیسے جواب دوں کہ تمہارے سب مسائل کا حل پہلے سے ہو چکا ہے اور کتنا کام بڑھ جائے گا مرکزی۔ جو کام ہوئے ہوئے ہیں ان کی صرف اطلاعیں دینے کے لئے مرکزی دفتر ہمارا ڈاکخانہ بن جائے گا ان باتوں کیلئے جو پہلے اس جماعت میں موجود ہونی چاہئیں۔

تو اس پہلو سے امراء کا کام ہے کہ اپنے مقامی امراء کا بھی جائزہ لیں ان کو پتہ بھی ہے کہ نہیں مگر پتے سے پہلے خود پتہ کریں۔ امیر بدلتے رہتے ہیں نئے امیر آجاتے ہیں اس لئے میں خود پتہ کرنے کا اسلئے کہہ رہا ہوں کہ جو نئے ہیں ان کو پتہ کرنا ہوگا۔ **پتہ کریں، جائزہ لیں کیا کیا چیزیں کہاں کہاں پڑی ہوئی ہیں۔** اس جائزے سے ہی ان کے دل میں ایک ہیجان پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پس اتنا کچھ ہے پورا بارود خانہ موجود ہے، پورا اسلحہ خانہ تیار ہے۔ شاذ ہی کوئی ایسا پہلو ہو جو نیا ہو جس پر جواب دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہ ہو۔ اور پھر تحریر بھی موجود ہے، تقریر بھی موجود ہے، نظر آنے والی تصویریں بھی موجود ہیں۔

تو اور پھر کیا چاہئے۔ جب اس سوال پر آپ پہنچتے ہیں تو اس جائزے کے ساتھ ہی ایک اور سوال دل میں ابھر آتا ہے کہ بنگالی ہیں، ہندوستانی زبان میں، ان کی مختلف زبانوں میں لٹریچر موجود ہے۔ پاکستان کی مختلف زبانوں میں موجود ہے۔ لٹریچر بھی موجود ہے، کیسٹس اور ویڈیوز بھی موجود ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم بھی موجود ہیں تو یہ لوگ کہاں ہیں۔ ان لوگوں کو بھی تو پکڑنا چاہئے۔ تو یہیں تبلیغ کرنے والوں کی آگے تقسیم ہو جائیگی۔ کچھ کو پاکستانیوں پر لگا دیں، کچھ کو بنگالیوں پر لگا دیں، کچھ کو افریقنوں پر لگا دیں جو یہاں رہتے ہیں۔ اور اسی طرح آپ کی سوسائٹی کی تقسیم بھی خود بخود کام کے نتیجے میں ظاہر ہونی شروع ہو جائے گی یا نکھر کر سامنے آجائے گی۔ تو پھر اتنے ہی آپ کو گروپ لیڈرز بھی بنانے پڑیں گے۔ تو ایک تبلیغ کا کام ایک سیکرٹری کو سمجھا کر آپ چھوڑ دیں تو کر کیسے سکتا ہے۔ اس کی طاقت ہی نہیں بیچارے کی۔ چند دن اس کا جوش رہتا ہے وہ لکھ دیتا ہے چٹھیاں کہ بھئی تبلیغ کرو اور سال کے آخر پر دیکھیں میں نے اتنی چٹھیاں لکھی تھیں تبلیغ کرو۔ 'کرو' سے کیسے تبلیغ ہو جائے گی۔ کرنا سکھانا ہے۔ آپ کسی شہری کو کہہ دیں کہ منجی لگاؤ۔ وہ چھوٹی سی سادہ سی چیز ہے جو ان پڑھ بھی کرتے ہیں وہ بے چارہ سارا سال وقت ضائع کرے گا کچھ بھی اس کو پتہ نہیں لگے گا کس طرح لگانی ہے۔

تو ہر کام کا ایک سلیقہ ہے وہ سلیقہ محض خواہش سے پیدا نہیں ہوتا، محض بتانے سے بھی پیدا نہیں

ہوتا۔ آپ جتنے مرضی لیکچر دیں کسی کو کہ اس طرح تیرا کرتے ہیں، اس طرح ہاتھ اٹھاتا ہے، اس طرح مارنا ہے۔ اس طرح ٹانگیں پیچھے مارنی ہیں، یوں جسم سیدھا رکھنا ہے اور پی ایچ ڈی بھی کر لے اس کے بعد پانی میں پھینکیں وہیں ڈوب کر مر جائے گا۔ تیراکی کے نظام کی علمی اہمیت کو سمجھ کر ساری دنیا کے نظام کا مطالعہ کر لے اگر اس نے خود تجربہ نہ کیا ہو تو جہاں گہرے پانی میں اترا وہیں ڈوبا۔ تو یہ قانون قدرت ہے۔ پھر ان لوگوں کا ہاتھ پکڑ کے تبلیغ میں ڈالنا پڑتا ہے۔ طریقے آپ بنائیں، سوچیں، نظام کی تقسیم کریں، جو لوگ پھر آگے آنا چاہتے ہیں پھر ان کے اوپر اتنی مین پاور Man Power چاہئے آپ کے لئے۔ دیکھو کتنی بڑی مین پاور ڈیویلپ Develope ہو جاتی ہے یعنی باقی سارے کاموں کے ساتھ پہلو بہ پہلو یہ نظام پورے ملک پر چھا جاتا ہے۔

بچوں کے لئے بھی ہیں، بڑوں کے لئے بھی ہیں ان سے میری پوچھ گچھ ہے ان سے باتیں کرنی ہیں۔ ایک بچے سے بیٹھ کر باتیں کرنے میں دیکھو کتنا وقت لگے گا۔ بعض بچیاں ہیں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم تو تبلیغ کرنا چاہتی ہیں ہمیں پتہ کوئی نہیں آپ بتائیں۔ چنانچہ بعض دفعہ ہماری اردو کلاس میں یا دوسری مجلسوں میں جہاں فیملی ملاقات ہوتی ہے وہاں ان کو سمجھانا پڑتا ہے اور اب اللہ کے فضل سے بچیاں جن کو بالکل پتہ نہیں تھا اب وہ تبلیغ کر رہی ہیں۔ وہ لٹریچر بھی تقسیم کر رہی ہیں اور تبلیغ بھی کر رہی ہیں۔ ناروے میں یہی سوال اٹھا تھا۔ وہاں کی بچیوں نے کہا کہ ہمیں بتائیں ہم کریں کیا۔ ان کو میں نے سمجھایا کہ اتنا سا تو کام کرو کہ نارویجن زبان میں ایک مضمون لکھو چھوٹا سا اور پھر مجھ سے چیک کروالو اور سارے سکولوں میں بھیجو اور ان کو کہو کہ ہمارے پاس یہ یہ چیزیں ہیں اور شروع میں بتادو کہ دیکھو ہم وہ مسلمان نہیں ہیں جو تلوار کے زور سے کسی کو مسلمان بنا سکتے ہوں۔ ہم وہ بھی نہیں ہیں جو ہوائی جہازوں کو دھماکوں سے اڑانے والے ہیں۔ ہم وہ بھی نہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ تلوار کے زور سے دلوں کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ ہم وہ ہیں جن کو تلوار کے زور سے تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر گردنیں کٹوادی ہیں تبدیل نہیں ہوئے۔ تبدیل دماغ سے ہونگے، تبدیل دلیل سے ہونگے۔

یہ تعارف تو کراؤ پہلے اور پھر پوچھو کہ کتنے دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کو کہو ہماری خواہش ہے کہ آپ کو مثلاً مفت قرآن کریم آپ کی لائبریریوں میں رکھوادیں۔ اب ایک سوال کے نتیجے میں یہ ساری باتیں پیدا ہوئیں اور ناروے کی جماعت کو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فضیلت حاصل ہے کہ جب بھی میں نے ان کو جو کام کہا ہے وہ ضرور کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے کبھی ناکام نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ سادہ سادہ چھوٹی چھوٹی بچیوں نے مل کر کام شروع کیا، تہلکہ مچادیا۔ کئی مخالفتیں اٹھیں، کئی جگہ ان کو مگر وہاں تو بدتمیزی ایک درجہ ہوتی ہے حد سے زیادہ بدتمیزی نہیں ہوتی مگر ان لوگوں میں مہذب ہونے کے باوجود بعض بدتمیزی بھی دکھانے لگے۔ اور جیسا کہ ان کو نصیحت تھی آپ نے بالکل آگے سے کوئی سختی نہیں کرنی۔ کوئی نہیں مانتا تو بسم اللہ کہہ کر واپس آجائیں۔ یہاں تک کہ بعد میں پھر ان کی معذرت کے خط آئے، شرمندگی کے خط آئے کہ ہم نے آپ سے بدتمیزی کی تھی ہم معذرت کرتے ہیں۔ تو ایک چھوٹی سی بات کے جواب میں ایک پورا نظام نہ صرف ابھرا بلکہ قائم ہو گیا ہے۔

تو احمدی بچیوں سے اگر دوسرے کام نہ بھی لینے ہوں تو اس قسم کے کام بھی تو لئے جاسکتے ہیں اور یہاں بہت بڑے کام پڑے ہوئے ہیں۔ یہاں جتنے سکول ہیں ان کی لائبریریاں ہیں ان تک سلسلے کا بنیادی لٹریچر پہنچانا اتنا بڑا کام ہے کہ اس کی جماعت کو اس وقت توفیق نہیں۔ یعنی اس کام کو اگر آپ مہینوں میں بانٹیں، سالوں میں بانٹیں اور شروع کر دیں تو پھر ہو سکتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم انگریزی حضرت مولوی شیر علی صاحب کا قرآن کریم دنیا کا بہترین ترجمہ ہے وہ۔ عرب بھی مجبور ہیں یہ کہنے پر کہ یہی بہترین ترجمہ ہے۔ سعودی عربیین بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ بزرگ انسان تھے سادہ تھے نیک تھے ہر آیت کے ترجمے کے ساتھ دعائیں مانگی ہوئی تھیں اور عظیم الشان ترجمہ کی توفیق ملی ہے۔ آج تک کوئی دنیا کا مترجم اس ترجمے سے بہتر ترجمے کا دعویٰ کر ہی نہیں سکا تو یہ قرآن کریم پھیلانا ہے مثلاً۔ تو دیکھیں کتنے یہاں ہزارہا سکول ہیں، یونیورسٹیوں کے آگے شعبے ہیں اور ہر سکول کے ساتھ مختلف شعبے بھی وابستہ ہیں۔ ہزارہا جو میں نے کہا ہے میرے نزدیک اگر صرف تعلیمی لائبریریوں کو آپ دیکھیں جو چھوٹی چھوٹی لائبریریاں ہیں یا ان کے ساتھ دوسری لائبریریوں کو ڈال دیں جو حلقوں کی لائبریریاں ہیں یا ان کے ساتھ دوسری لائبریریاں ہیں تو کم سے کم پچاس ہزار لائبریری انگلستان میں نکلے گی، کم از کم، اس سے زیادہ ہو تو ہو، کم نہیں ہو سکتی۔ **ان پچاس ہزار لائبریریوں میں قرآن کریم رکھوانا کتنا بڑا کام ہے اور یہ تبلیغ ہے۔**۔۔ یعنی تبلیغ کی ایک یہ بھی قسم ہے اور پھر یہ سال اسلامی اصول کی فلاسفی کا سال ہے۔ چند دن بچوں نے جوش دکھایا۔ چند دن تقسیم کر دئے بات وہیں ختم ہو گئی۔ **دیکھنا یہ ہے کہ آپ کی جماعت کے ہاتھوں سے کتنی اسلامی اصول کی فلاسفی نکل کے کتنوں تک پہنچی ہے۔ اور اس کے لئے لائبریریوں تک پہنچانا صرف تبلیغ نہیں ہے بلکہ انفرادی طور پر صاحب علم و دانش لوگوں تک اس طرح پہنچانا کہ وہ پھر پڑھیں بھی اور اس پر غور بھی کریں۔**

تو تبلیغ کے ذرائع تو بے شمار ہیں صرف تلاش کرنے والے کی ضرورت ہے۔ وہ دیکھے تو سہی، ڈھونڈے تو سہی کہ رستہ کون سا ہے تبھی خدا تعالیٰ قرآن کریم میں وعدہ فرماتا ہے ﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا﴾ کئی دفعہ یہ آیت آپ کے سامنے پڑھ چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہمارے بارے میں جہاد کرتے ہیں یعنی ہمیں تلاش کرتے ہیں ﴿لنھدینھم سبلنا﴾ ہم نے فرض کر لیا ہے اپنے اوپر، لازم ہے کوئی اس بات کو ٹال نہیں سکتا کہ یقیناً بالضرور ہم ان کو اپنی طرف ہدایت دے کے رہیں گے اپنے رستوں کی طرف لائیں گے۔ اب رستہ تو صراط مستقیم ایک ہی ہے نا۔ یہ مراد ہے رستوں سے یعنی صراط مستقیم تک اگر پہنچنا ہے تو تبلیغ یا دوسرے جتنے بھی نیکی کے رستے ہیں وہ چھوٹے چھوٹے مختلف راہوں میں بٹے ہوئے ہیں ان میں سے جس رستے پر آپ چلیں گے اور دعا کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کا ہاتھ پکڑ لے گا۔ تو ایک رستہ ان میں سے یہ ہے کہ لائبریریوں تک بات پہنچائی جائے۔ دوسرا راستہ یہی کتاب اہل علم و دانش تک اس سال کے ختم ہونے سے پہلے پہنچادی جائے۔

تو انگلستان کی جماعت میں اگر ایک لاکھ کتاب تقسیم کرنے کا فیصلہ ہو تو زیادہ نہیں ہے۔ مگر فیصلہ ہوگا پھر آئے گا کہاں سے، وہ روپیہ کہاں سے آئے گا۔ پھر وہ تقسیم کیسے ہوگا۔ اگر اس نظام کو قائم کئے بغیر آپ بڑی بات کر لیں گے، بڑی چھلانگ لگالیں گے کہ انگلستان کی جماعت کی طرف سے ایک لاکھ کا آرڈر لے لیں، ہمیں ایک لاکھ کتاب دے دیں تو یہ آرڈر لینا بھی بیوقوفی ہوگا کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ اس نے پھر کہیں نہ کہیں ڈمپ Dump ہو جانا ہے۔ جو چیز آتی ہے اسکے اخراج کا بھی نظام ہوتا ہے۔ اگر اس کے اخراج کا اور اس کی صحیح جگہ پر رہ کر صحیح حالت پر قائم رہنے کا نظام نہ ہو تو یہ ساری کوششیں بے کار ہو جاتی ہیں۔

پس لٹریچر میں سے ابھی ایک دو باتیں میں نے آپ سے کہی ہیں باقی سارا لٹریچر موجود ہے۔ کہاں کہاں پڑا ہوا ہے؟ کہاں کہاں پہنچائیں گے؟ کن کن جگہوں پر رکھوائیں گے؟ یہ سارا ایک نظام بننے والا ہے۔ بنگالی لٹریچر ہے تو کہاں رکھا جائے گا۔ لوگوں کو پتہ ہونا چاہئے، ہر بنگالی تبلیغ کرنے والے کو پتہ ہونا چاہئے فلاں جگہ میرا مواد موجود ہے۔ میرا صرف اتنا کام ہے کہ اپنے امیر یا اپنے مقامی صدر سے کہوں کہ یہ چیزیں مجھے مہیا کردو اور پتہ ہونا چاہئے کہاں سے ملتی ہیں۔ **اور ہر شعبے کے انچارج کو ہی نہیں ہر صدر کو، ہر امیر کو معلوم ہونا چاہئے خواہ وہ اس شعبے کا انچارج براہ راست ہو یا نہ ہو کہ میرے شعبوں میں جو سارے شعبے جیسا کہ امیر ہی کے ہوتے ہیں ان میں یہ چیز فلاں جگہ ہے، یہ چیز فلاں جگہ ہے اس کا باقاعدہ نظام لکھا ہوا سامنے چارٹوں کی صورت میں لٹکا ہو یا نہ لٹکا ہو، ایک امیر کا دماغ زندہ رہنا چاہئے، اس کی عمومی نظر رہنی چاہئیے کہ جس وقت مجھے جو چیز چاہئے چٹکی بجاتے ہوئے وہ حاصل کر لے۔**

دراصل یہی وہ نظام تھا جس کی طرف حضرت سلیمان کے زمانے میں قرآن کریم نے اشارے کئے اور سمجھنے والے سمجھے نہیں۔ ہر چیز کے لئے حضرت سلیمانؑ نے ایسا نظام قائم کیا ہوا تھا اور ایسے آدمی مقرر تھے کہ گویا جب وہ ضرورت پڑتی تھی تو چٹکی بجاتے ہوئے حاضر کرتے تھے، آنکھ جھپکنے میں حاضر کرتے تھے۔ یہ محاورہ تھا۔ ایسے صاحب علم تھے جن کو صناعی کے اوپر مہارت حاصل تھی۔ ان صاحب علم لوگوں میں سے ایک نے دعویٰ کیا آپ نے فرمایا ہاں اس نے گویا دیکھتے دیکھتے حاضر کر دیا یعنی ایک ایسا تخت بنادیا جو ملکہ سبا کے تخت سے اتنا مشابہ تھا کہ جب اس نے دیکھا تو کہا ﴿کانہ ھو﴾ یہ نہیں کہا وہی ہمارے گھر سے چوری ہوا ہوا ہے۔ اس نے کہا ایسا مشابہ ہے کہ گویا وہی ہے۔ تو یہ نظام کا کام ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس نظام کی مثالیں قرآن کریم میں ہمیں سمجھادی ہیں۔

تو امیر کے لئے ایک دفعہ نظام بنانا مشکل کام ہے، نظام پر کاٹھی ڈالنا مشکل کام ہے مگر ایک دفعہ ڈال کے بیٹھے تو پھر مزے ہی مزے ہیں کیونکہ پھر اس کا سارا وقت مصروف تو رہے گا مگر ان باتوں میں مصروف رہے گا جو گویا اس کی انگلی کی نوکوں پر لکھی ہوئی ہیں۔ بے چینی نہیں پیدا ہو گی۔ کام جتنا بڑھے گا اس کو پتہ ہے

میں نے فلاں جگہ فلاں آدمی کے سپرد کام کرنا ہے۔ فلاں جگہ فلاں آدمی کے کام سپرد کرنا ہے۔ یہ کام اس طرح ہوگا وہ کام اس طرح ہوگا۔ ذہن پوری طرح منظم ہو چکا ہوگا اور اسی کا نام قرآن کریم میں ﴿استوی علی العرش﴾ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چھ دن لگائے اور اللہ کے دن بہت بڑے بڑے دن تھے۔ ساری کائنات کا نظام پیدا کیا ہے اس میں کوئی ذرہ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ اس نظام کے کسی ایک چھوٹے سے حصے پر بھی آپ غور کریں تو آپ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

اللہ کی شان دیکھیں کس تفصیل کے ساتھ سارے نظام بنائے ہیں۔ تب فرمایا ﴿ثم استویٰ علی العرش﴾ پھر یہ اس کا عرش تھا، یہ اس کی کائنات تھی وہی اس کا بادشاہ تھا وہ اس کائنات کے تخت پر بیٹھا۔ مراد یہ نہیں کہ نکما بیٹھا نعوذ باللہ۔ مراد یہ ہے کہ نظام مقرر ہو گیا اب ہر چیز کے لئے ایک صورت ہے حل ہونے کی۔ ایک قاعدہ ہے جس کی رو سے وہ معاملہ حل کیا جائے گا اور آگے بڑھایا جائے گا۔ اور اس کے لئے بے انتہا سوچ اور تدبر کی ضرورت ہے۔ ایسے تدبر کی ضرورت تھی کہ آپ چھوٹی سی چیز پر بھی غور کریں تو واقعۃً دماغ بھنا جاتا ہے یہ ہو کیسے سکتا ہے مگر ہوا ہے۔ اور پھر جب ہو گیا تو پھر کائنات کا خدا خود مستحکم ہو گیا اور سارا نظام یوں چل رہا ہے ہمیں آواز ہی کوئی نہیں آرہی، چپ چاپ آپ جتنے سانس لے رہے ہیں بیٹھے جس کو دمہ ہوگا صرف اس کی آواز آئے گی باقیوں کو تو پتہ بھی نہیں لگ رہا کیا ہو رہا ہے۔ اور ہر سانس کے ساتھ جو آگے نظام وابستہ ہیں اگر میں کھولوں تو آپ حیران رہ جائیں۔ ہر سانس کے ساتھ جو آپ آکسیجن لے رہے ہیں اس آکسیجن کے، خطروں سے خدا تعالیٰ نے آپکو کیسے بچایا ہوا ہے۔ کیونکہ یہی آکسیجن زندگی کی دشمن ہے اور کس حفاظت کے ساتھ اس کو باقاعدہ جس طرح پہرے دار مقرر ہوتے ہیں اس کو وہاں پہنچایا جا رہا ہے جہاں اس کی ضرورت ہے۔ اور وہاں اس کے لئے خلاء مقرر ہیں وہاں جائے گی اپنا کام کرے گی اور پھر جب کاربن ڈائی آکسائیڈ میں بدلے گی تو اس کی واپسی کا انتظام کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ ایک سانس آپ نے لیا، پھیپھڑے کو بھرا اور خارج کر دیا۔ آپ نے کہا چلو جی چھٹی ہوئی بس اتنی سی بات تھی۔ اتنی سی بات نہیں ہے۔ صرف سانس کے نظام کو جاری کرنا اور خون کے ہر ذرے تک اس کا فائدہ پہنچانا اور اس کی Waste Product کو واپس کرنا ایک اتنا بڑا کام ہے کہ اس کا اگر آپ مطالعہ کریں تو آپ کی عقلیں دنگ رہ جائیں گی اور یہ انسانی جسم کا جو نظام ہے اس کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔ بے شمار اور نظام جاری ہیں۔ اور ساری کائنات ہے۔ ہر جانور کا نظام ہے۔ اس کا اپنا دماغ ہے۔ ہر چیز کے قوانین مقرر ہیں۔ تو جو باتیں میں آپ کو اختصار سے بتا رہا ہوں ان میں سے ہر بات کا کروڑواں حصہ بھی اگر آپ باریک نظر سے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں گے تو اس میں سے ایک جہان پیدا ہو جائے گا۔ یہ معنٰی ہے ﴿ثم استویٰ علی العرش﴾ کا۔ اللہ نے یہ سارے نظام پیدا کر دیئے اور پھر عرش پہ اس لئے بیٹھا کہ از خود جاری ہو گئے گویا کہ آپ ہی آپ چلے جا رہے ہیں۔

آج مجلس سوال و جواب میں میں نے یہی مسئلہ اٹھایا تھا۔ اردو کی وہ مجلس سوال و جواب تھی کہ پانی کو دیکھ لو کس طرح خدا اٹھا رہا ہے، کس طرح پہنچا رہا ہے، کس طرح واپس کر رہا ہے، کس طرح Waste Pro-duct کو فائدہ مند چیزوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اسی چیز کو آپ دیکھ لیں تو پھر دنیا میں انسانوں کی تخلیق کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں۔ انسان کی ہر تخلیق کا Waste Product ایسا ہے جو اس کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے۔ Pollution ہو گئی، فضا گندی ہو گئی روز بروز مصیبت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی کائنات میں ہر Waste Product دوسرے کے لئے ایک مفید وجود بن گئی ہے۔ وہی Waste Product ایک کا زہر دوسرے کی غذا۔ اور ایک ایک ذرہ ہر Waste Product کا دوبارہ سارے نظام میں گھمایا جا رہا ہے اس کا نام ﴿استویٰ علی العرش﴾ ہے۔ پھر کام چلتے ہیں جیسے چل ہی نہیں رہے پتہ ہی نہیں لگ رہا۔ میں نے صرف سانس کی بات آپ کو بتائی تھی اس سے آگے کتنی باتیں نکل آئیں مگر آپ میں سے ہر ایک بیٹھا سانس لے رہا ہے اور پتہ ہی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور ایک ایک لمحہ اس سانس کا اس سارے نظام کو متحرک کئے ہوئے ہے جس کا آپ کو تصور بھی کوئی نہیں۔ تو تبلیغ کے نظام کو بھی اس طرح کریں نا جیسے خدا تعالیٰ نے کائنات کا نظام بنایا ہے۔ اس کا ایک بہت معمولی حصہ ہے لیکن ایک دفعہ جب آپ نے چلا دیا یعنی اس کو آگے بڑھا دیا تو پھر دیکھیں گے کہ یہ ضرور پھل لائے گا۔ چھوٹے سے چھوٹا جو اس نظام کا حصہ حرکت کر رہا ہو گا وہ کوئی نتیجہ پیدا کر رہا ہو گا اور جو نتیجہ نہیں پیدا کر رہا اس کو سنبھالنا آپ کا کام ہے۔ ہو سکتا ہے Waste Pro-duct ہو جو کسی اور جگہ کام آرہا ہو یعنی بعض لوگ ایک کام میں Waste Product یعنی بے کار طاقت پیدا کر رہے ہوتے ہیں اسی حصے کو کسی اور کام میں استعمال کریں تو مفید طاقت بن جاتی ہے۔

تو نظام کائنات سے جو خدا تعالیٰ کا نظام ہے اس سے آپ نصیحت پکڑ کے ان باتوں کو جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں ان کو آگے بڑھائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری تبلیغ کا نظام دن بدن مستحکم ہوتا چلا جائے گا۔ مگر اس کی اور بھی باتیں ہیں جو سمجھانے والی ہیں۔ سر دست میں نے آپ کو دو باتیں بتائی ہیں۔ اس نظام کو جاری کریں ہو سکتا ہے سارا سال محنت کے بعد بھی پوری طرح جاری ہو۔ یہ دو مہینے تو تھوڑی بات ہے لیکن ایک بات میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ

جہاں بھی احمدی وجود کو آپ نے نافع الناس وجود بنا دیا، جہاں بھی ایک شخص کو اس کی تخلیق کے تقاضے پورے کرنے کے سلیقے سکھا دئے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس کی خلقت کے مطابق پیدا کیا ہے ہر شخص میں صلاحیت موجود ہے کہ اس خلقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔ **نظام جماعت کا کام یہ ہے کہ ہر فرد بشر کی خلقت کے مطابق اسے سمجھا دے کہ تم کیا کچھ کر سکتے ہو۔** ایک دفعہ آپ کر دیں تو پھر روزانہ انگلی نہیں پکڑنی ﴿ثم استویٰ علی العرش﴾ کا یہ معنی بھی تو ہے۔ پھر وہ کام جب سیکھ جاتا ہے اس کو اتنا مزہ آتا ہے اس خدمت میں کہ وہ از خود اس کام کو آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ بلکہ اس کی فکر لگی رہتی ہے کہ مجھے کچھ اور ملے، میں اور بھی زیادہ پہلے سے بڑھ کر کام دکھانے والا ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے تو کسی سیکرٹری تبلیغ کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے میں کہہ رہا ہوں کہ سیکرٹری تبلیغ فائدے اٹھائیں۔ جب ایک دفعہ آپ نے ساری جماعت کو نظام میں ڈھال دیا تو پھر آگے آگے بھاگے گی۔ پھر آپ کے لئے اور کچھ نہیں کرنا سوائے دعاؤں کے۔ پھر اپنی توجہ کو دوسری طرف پھیریں۔ جیسے ہر دن ایک نیا تخلیق کا مضمون اٹھاتا ہے اسی طرح آپ کا ہر دن نئی تخلیق کی باتیں سوچنا شروع کر دے کہ یہ کام آگے بڑھانے میں وقت لگے گا۔ مگر جب آگے بڑھے گا تو حیرت انگیز نتائج نکلیں گے۔

اس طرح ہم نے دنیا فتح کرنی ہے جس طرح خدا نے سکھایا ہے، جس طرح خدا نے محمد رسول اللہ کو حکم دیا۔ ان باتوں کو بھلا کر نظام کائنات سے منہ موڑ کر آپ دنیا کی ایک گلی بھی فتح نہیں کر سکتے، اپنا گھر بھی فتح نہیں کر سکتے، اپنی اولاد کی بھی تربیت نہیں کر سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ اس طرح ہم اپنے کاموں کو منظم کر لیں اور ہر امیر کو علم ہو کہ آج میرا دن کل کے دن سے بہتر ہے۔ آج پہلے سے بڑھ کر میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان فرائض کو بہتر رنگ میں سرانجام دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اور دعائیں کرنا نہ بھولیں۔ وہ میں ساتھ ساتھ یاد کراتا رہوں گا۔ **ہر کام دعا کے ساتھ آسان ہو جایا کرتا ہے دعا کے بغیر ہر اعلیٰ سے اعلیٰ تدبیر بھی بے کار چلی جاتی ہے۔** یعنی روحانی دنیا میں دعا کو مسبب الاسباب ہونے کا مقام حاصل ہے اس کے ساتھ اب میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔

ایک بات حضرت سیدہ مہر آپا کے متعلق یہ بیان کرنی چاہتا ہوں۔ سید نعیم احمد صاحب ان کے بھائی واپس تشریف لائے ہیں ان سے باتیں ہوئیں ان کو علم نہیں تھا بہت سی باتوں کا کہ کس طرح باریک باریک چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے ہم نے اس کام کو آگے بڑھایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے وقت میں وفات دی ہے کہ ان کے دنیا کے سارے کام ایک عمدہ نظام کی صورت میں چل چکے ہیں ہر چیز کا خیال رکھا جا چکا ہے۔ لیکن اس بارے میں میں یہ بات سمجھانی چاہتا ہوں۔ بہت سی باتیں ہیں جو میں اسوقت مناسب نہیں سمجھتا جماعت کے علم میں لانا مگر بہت ایسے مواقع آئے تھے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء تھا مگر خدا نے ان ابتلاؤں کو حل فرما دیا اور ان کا خود خیال رکھا۔ آخری دنوں میں طبیعت واقعی بہت خراب تھی، بہت تکلیف دہ حالات تھے اور خود دعائیں کیا کرتی تھیں کہ اے خدا مجھے اب میرے ماں باپ کے پاس، میرے خاوند کے پاس پہنچا دے۔ ان کے لئے جو تعزیت کے خط آرہے ہیں وہ اتنے زیادہ ہیں کہ مجھ میں طاقت نہیں کہ میں ان کا جواب دے سکوں اور ہمارے دفتر میں اور طوعی عملے میں بھی طاقت نہیں ہے۔ پہلے جو جواب دیئے جا رہے تھے وہی ختم نہیں ہو رہے ابھی تک۔ اس لئے میں جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ یقین کریں کہ ان سب کے خطوط میری نظروں کے سامنے سے گزرے ہیں۔ ایک بھی ایسا نہیں جو میں نے نہ دیکھا ہو۔ اور ہر ایک کے لئے دل میں جذبات تشکر پیدا ہوئے ہیں اور دعا ہوئی ہے جزاکم اللہ کہا گیا ہے تو اب خط کی توقع نہ رکھیں۔ یہ خطبہ اور اس خطبے میں جو میں یہ اعلان کر رہا ہوں میری طرف سے جوابی خطوط کا نمائندہ سمجھا جائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس لئے اظہار تعزیت بے شک کریں مگر اظہار تعزیت کا جواب یہ ہے جواب دے رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو دنیا اور آخرت کی بہترین حسنات سے نوازے اور حضرت سیدہ مہر آپا کے درجات کو ہمیشہ بلند فرماتا رہے اور ان کے وہ کام جو نیکی کے کام ابھی ہونے والے باقی ہیں ان کو پوری طرح سرانجام دینے کی مجھے اور جو بھی اس میں ملوث ہیں ان کو توفیق عطا فرمائے۔ بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

گزشتہ دو سال میں ۱۷ احمدیوں کو احمدی ہونے کی وجہ سے ہلاک کیا گیا مگر کسی ایک مجرم کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک نہیں پہنچایا گیا

اس وقت احمدیوں پر مذہبی الزامات پر مشتمل ہزاروں مقدمات ملک کی مختلف عدالتوں میں ہیں

پاکستان کو اب سنجیدہ طور پر انسانی حقوق کی بحالی کے متعلق سوچنا چاہئے

(ماخوذ از رپورٹ ایمنسٹی انٹرنیشنل۔ جون ۱۹۹۷ء)

ایمنسٹی انٹرنیشنل اپنی جون ۱۹۹۷ء کی رپورٹ میں لکھتی ہے:

"آج کل جبکہ پاکستان اپنی آزادی کی پچاس سالہ تقریبات منانے کی تیاریاں کر رہا ہے، یہ بات حقیقت کے طور پر سامنے آئی ہے کہ آج تک پاکستانیوں کو اپنے تمام انسانی حقوق شاذ ہی نصیب ہوئے ہیں۔ ملک بھر میں تشدد کا کلچر فروغ پذیر ہے۔ مارشل لاء کے طویل ادوار میں عوام کے شہری اور سیاسی حقوق غصب کئے جاتے رہے۔ سیاسی اداروں کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور آئین کا حلیہ بگاڑ دیا گیا، منتخب حکومتیں بھی آئیں مگر اس نقصان کا مداوا نہ کر سکیں، وہ زیادہ تر انتقامی سیاست میں مشغول رہیں اور ملک کے اندر گھمبیر سوشل اور اقتصادی مسائل کی طرف ذرہ بھر بھی توجہ نہ دی گئی۔

چند ممتاز سیاسی افراد حکومت پر قابض رہے اور نظام حکومت ایسے چلایا گیا کہ گویا حکمران طبقہ کے لئے الگ قانون ہے اور محکوم طبقہ کے لئے الگ۔ عدلیہ سمیت حکومت کے کسی شعبہ نے بھی مستقل بنیادوں پر ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے معلوم ہو کہ ملک میں قانون کی حکمرانی ہے اور جب کسی نے قانون شکنی کی تو متاثرین کی تکالیف کے ازالہ کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا گیا۔

اس وقت پاکستان میں بنیادی انسانی حقوق کی صورتحال انتہائی تشویشناک ہے۔ تشدد اور زنا کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ سالہا سال سے پاکستان میں کسی حکومت نے بھی انسانی حقوق کے معاملہ کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ بعض نے بلند بانگ دعاوی تو کئے مگر ان کے اعمال زبانی دعووں کا ساتھ نہ دے سکے۔ در حقیقت بنیادی انسانی حقوق کی بحالی و نگہداشت کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا گیا۔ اس صورتحال کی ذمہ داری کسی ایک حکومت پر عائد نہیں ہوتی بلکہ تمام حکومتیں مجموعی طور پر ملک کو اس حالت سے دوچار کرنے میں برابر کی ذمہ دار ہیں۔

پاکستان ایک ایسا ملک ہے کہ جس میں چند افراد کا گروپ امیر سے امیر تر ہوتا جا رہا ہے۔ ۱۳۱ ملین آبادی میں سے ۳۵ ملین آبادی انتہائی غربت میں بسر اوقات کرتی ہے۔ ۶۰ ملین آبادی کو طبی سہولتیں میسر نہیں۔ ۶۷ ملین لوگوں کو صاف پینے کا پانی میسر نہیں اور ۸۹ ملین بنیادی حفظانِ صحت کی سہولتوں سے محروم ہیں۔

سیاسی پس منظر

۲۰ سالہ مارشل لاء دور نے ملک کے معاشرتی اور سیاسی ڈھانچہ کو بہت کمزور کر دیا۔ گزشتہ مارشل لاء کے دور میں یعنی ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۵ء، پارلیمنٹ کو توڑ دیا گیا اور آئین کی بعض شقوں کو مارشل لاء کی انتظامیہ کی سہولت کی خاطر یا تو معطل کر دیا گیا یا ان میں ترامیم کر دی گئیں۔ اس طرح حکومت کے بعض شعبے ناکارہ ہو کر رہ گئے۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جو بعد میں ملک کے صدر بنے یعنی ضیاء الحق نے عدلیہ کی آزادی پر وار کرتے ہوئے ججوں کی میعاد ملازمت کی ضمانت ختم کر دی، سیاسی پارٹیوں پر پابندی لگا دی گئی۔ ۱۹۸۵ء میں نان پارٹی سسٹم کی بنیاد پر انتخابات کرانے کے بعد پارلیمنٹ کو بحال کر دیا گیا مگر اس کو یہ الٹی میٹم دیا گیا کہ یا تو مارشل لاء برداشت کرتے رہو اور یا پھر مارشل لاء دور کی تمام تبدیلیوں کو قانونی طور پر قبول کرو۔ اس طرح آٹھویں ترمیم کے ذریعہ مارشل لاء دور میں بنائے گئے تمام قوانین اور اداروں کو آئینی طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ مارشل لاء کے اس دور میں نسلی اور مذہبی بنیادوں پر اختلافات کو ہوا دی گئی تا کہ مارشل لاء حکومت کے خلاف عوام کی جمہوری طاقت کو کچل دیا جائے۔ ایک طرف سندھی اور مہاجر کا جھگڑا اٹھا جس نے تشدد کی صورت اختیار کر لی جس کے نتیجہ میں سینکڑوں جانوں کا ضیاع ہوا۔ دوسری طرف ملٹری اداروں اور حکومت کے عہدوں پر فائز ہونے کے لئے پنجابی، سندھی، بلوچ، پٹھان اور سرائیکی وغیرہ رقابتیں بڑھیں۔ ملک میں شیعہ سنی فسادات ۱۹۹۶ء میں اپنے نقطہ عروج تک پہنچے جس کے نتیجے میں ساڑھے تین سو جانیں تلف ہوئیں۔ ان میں زیادہ تر عبادتگاہوں پر حملے کے دوران مارے گئے۔

آٹھویں ترمیم

آئین پاکستان میں آٹھویں ترمیم کی وجہ سے صدر مملکت کو حق حاصل تھا کہ جب وہ یہ تسلی کر لے کہ منتخب حکومت آئین کی شقوں کے مطابق حکومت نہیں چلا پا رہی تو وہ ایسی حکومت کو برخواست کر دے اور اسمبلی کو تحلیل کر دے۔ اس ترمیم نے ضیاء الحق کے دور حکومت کو طول دیا اور اسی کے تحت بعد میں آنے والے صدران حکومت نے ۱۹۸۵ء کے بعد چار منتخبہ حکومتوں کو برخواست کر ڈالا۔ اس طرح ۱۹۸۵ء سے کوئی بھی منتخبہ حکومت اپنی میعاد پوری نہیں کر پائی۔ ہر حکومت پر کرپشن، جنبہ داری اور اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے کا الزام لگایا گیا۔ اس ترمیم کے تحت آخری ڈسمس ہونے والی بے نظیر حکومت پر لو پر دیئے گئے الزامات کے علاوہ عدلیہ سے دشمنی اور حقوق انسانی کی پامالی کے الزامات بھی عائد کئے گئے۔

حوالات میں قیدیوں پر جسمانی تشدد کے واقعات

رپورٹ میں صحافیوں پر جھوٹے مقدمات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور حوالات میں ان پر جسمانی تشدد کے واقعات بھی درج ہیں نیز پولیس کے ہاتھوں تشدد کے نتیجہ میں ہونے والی اموات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور مجرموں کو انتہائی اذیت دینے والے آلات مثلاً پاؤں میں آہنی بیڑیوں اور زنجیروں کے استعمال نیز جسمانی اذیت دینے والے دیگر کئی قسم کے طریقوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بعض دفعہ انسان اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے یا پھر مستقل طور پر معذور ہو جاتا ہے۔ رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ پاکستان میں تشدد کے ایسے واقعات کے نتیجہ میں قریباً ایک سو افراد ہر سال موت کے مونہہ میں چلے جاتے ہیں مگر کسی ظالم افسر کو آج تک سزا نہیں ملی۔

احمدیوں پر ظلم کے واقعات

دو احمدی عورتوں پر بازار میں حملہ

رپورٹ میں کراچی میں ہونے والے دو احمدی مستورات پر حملے کے واقعہ کی تفصیل درج کی گئی ہے۔ سمیرہ بخاری اور بشریٰ تاثیر دو بزرگ احمدی خواتین ۲۶ر مارچ ۹۶ء کی شام کو شاپنگ کے لئے بازار گئیں جہاں ایک درزی نے جو کئی سالوں سے ان کے کپڑے سیتا آیا ہے ان پر ٹوکے سے وار کر دیا۔ دونوں خون میں لت پت زمین پر گر گئیں۔ انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں ان کی جانیں تو بچ گئیں مگر بشریٰ تاثیر بائیں جانب سے مفلوج ہو چکی ہیں۔ ٹیلر ماسٹر محمد عارف کو اقدام قتل کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق وہ بار بار یہ لفظ دہرا رہا تھا کہ یہ دونوں احمدی ہیں اور ان کو جان سے مارنے کے نتیجہ میں اسے جنت ملے گی۔ اس واقعہ کے چھ دن بعد محمد عارف کے ایک ساتھی نے بشریٰ تاثیر پر ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان یعنی توہین رسالت کی دفعہ کے تحت درج کرا لیا۔ اس نے پولیس کو بیان دیا کہ محمد عارف نے اس عورت سے کہا تھا کہ یہ کپڑا جس کے اوپر محمد ﷺ کا نام چھپا ہوا تھا نہ پہنے مگر اس کے انکار پر محمد عارف کو طیش آ گیا اور اس نے ٹوکے سے وار کر دیا۔ توہین رسالت کی دفعہ کے تحت موت کی سزا مقرر ہے۔ چنانچہ بشریٰ تاثیر کو ہسپتال سے گرفتار کر لیا گیا مگر چونکہ اس کے خلاف نہ تو کوئی شہادت تھی اور نہ ہی کپڑے پر کوئی تحریر پائی گئی اس لئے ضمانت پر رہا کر دیا گیا مگر مقدمہ بدستور چل رہا ہے۔

تعزیرات پاکستان کی ان دفعات کو جو مذہبی جرائم پر مشتمل ہیں کئی سالوں سے سینکڑوں لوگوں کو ہراساں کرنے اور پریشان کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اس طرح در حقیقت ان کو آزادی مذہب کے اصول پر کاربند ہونے کی سزا دی جاتی ہے۔

زیادہ تر اس ظلم کا نشانہ بننے والی پاکستان کی مذہبی اقلیتیں احمدی اور عیسائی ہیں۔ اگرچہ ان دفعات کو بعض مسلمانوں کے خلاف بھی استعمال کیا گیا ہے۔

توہین رسالت کے بہت سے مقدمات میں ملزموں کو توہین رسالت کے اقدامات کی وجہ سے نہیں بلکہ اقلیتی طبقہ کے ساتھ نفرت اور ذاتی دشمنی، حسد یا پیشہ وارانہ رقابت کی وجہ سے ان مقدمات میں الجھایا گیا اس طرح توہین رسالت کے ملزم محض اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے ضمیر کے قیدی بنائے گئے اور جب سے توہین رسالت کی سزا صرف موت مقرر کی گئی ہے کئی ایسے ضمیر کے قیدیوں کو موت کی سزا دیئے جانے کا امکان ہے اور فی الحقیقت ان کو ایسی سزا سنائی گئی ہے۔

احمدی خود کو مسلمان یقین کرتے ہیں مگر Orthodox مسلمانوں کے نزدیک عقائد کے اختلاف کی وجہ سے وہ کافر گردانے جاتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ضیاء الحق کے اسلامائزیشن پروگرام کے تحت انہیں اپنے عقائد کے اظہار، فرائض کی بجا آوری اور اپنے دین کی تبلیغ سے روک دیا گیا تھا۔ تعزیرات پاکستان کی دو نئی دفعات ۲۹۸-بی اور ۲۹۸-سی کے تحت احمدیوں کا خود کو مسلمان ظاہر کرنا، اسلامی اصطلاحات، القابات اور خطابات کا استعمال کرنا نیز اسلامی عبادات کو بجالانا اور اپنے دین کی تشہیر کرنا جرم قرار پایا۔ عملی طور پر احمدیوں کو اپنی عبادتگاہوں کو مسجد کہنے اور "السلام علیکم" کے الفاظ کہنے پر جیل کی سزا دی جا سکتی ہے اور دی جا رہی ہے۔

۱۹۹۳ء میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے ایک رولنگ کے ذریعہ فیصلہ دیا تھا کہ احمدیوں کے مذہبی عقائد اور مذہبی فرائض کی ادائیگی پر پابندی ان کے مذہبی آزادی کے حق پر دخل انداز نہیں ہوتی اور یہ کہ مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اسلامی اصطلاحات اور رسم و رواج میں احمدیوں کی مداخلت برداشت نہ کریں اور جس طرح ایک کمپنی کو اپنے برانڈ کے نام کو استعمال کرنے کا خصوصی حق حاصل ہے یہی حق مسلمانوں کو ملنا چاہئے۔

دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی کا اضافہ ۱۹۸۶ء میں کیا گیا جس کے مطابق ہر وہ شخص جو رسول کریم ﷺ کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے اسے عمر قید یا موت کی سزا ہو سکتی ہے۔ بعد میں عمر قید کی سزا کو ختم کر کے توہین رسالت کی سزا صرف موت ہی رہنے دی گئی۔

ان نئے وضع شدہ قوانین کی وجہ سے لوگوں کو ناجائز طور پر ہراساں کیا جاتا رہا اور گرفتار کر کے جیلوں میں پھینکا جاتا رہا۔ توہین رسالت کی دفعہ کے تحت جرم ثابت کرنے کے لئے اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ جرم میں ملزموں کی نیت شامل ہے یا نہیں۔

توہین رسالت کے مقدمات

اس وقت دو ہزار کے لگ بھگ احمدیوں پر مذہبی الزامات پر مشتمل مقدمات مختلف عدالتوں میں ہیں اور ۱۱۹ احمدیوں پر توہین رسالت کے مقدمات زیر دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان قائم ہیں۔ کئی ایک پر ایک سے زیادہ مقدمات بنائے گئے تا کہ ان کو مختلف عدالتوں میں بار بار حاضری دینے کا پابند کیا جا سکے۔ نیز ان کو تنگ کرنے کے لئے اکثر مقدمات مختلف جگہوں پر قائم کئے جاتے ہیں اس طرح ان کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور بھاری رقوم بھی خرچ کرنا پڑتی ہیں۔ پھر بعض دفعہ مقدمات سالہا سال چلتے ہیں۔ ۱۹۹۶ء کے آخر تک چھ احمدیوں اور کم از کم دو عیسائیوں کو توہین رسالت کے مقدمات میں ضمانت پر رہائی ملی۔ توہین رسالت کے ملزموں کو بعض دفعہ ضمانتوں کے حصول کے لئے بہت لمبا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پلاں میانوالی کے ریاض احمد، اس کا لڑکا اور دو بھتیجے نومبر ۱۹۹۳ء سے جیل میں ہیں۔ ان کو اس مبینہ الزام کی وجہ سے گرفتار کیا گیا کہ انہوں نے توہین آمیز الفاظ کہے اور یہ بھی کہا کہ احمدیت کے بانی نے بہت معجزات دکھائے۔ جبکہ مبصرین کہتے ہیں کہ ریاض احمد کے خلاف مقدمے کی اصل وجہ گاؤں کی نمبرداری ہے جس کے اور لوگ بھی خواہشمند ہیں۔ ان چاروں کی درخواست ضمانت سیشن کورٹ نے مسترد کر دی اور پھر لاہور ہائی کورٹ نے بھی مسترد کر دی۔ ۱۹۹۴ء سے درخواست ضمانت سپریم کورٹ کے پاس معرض التواء میں ہے اور ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اسی طرح سمندری پنجاب کا ایک شخص انور مسیح فروری ۱۹۹۳ء سے جیل میں ہے اس پر الزام یہ ہے کہ اس نے ایک مسلمان دوکاندار کے ساتھ لین دین کے جھگڑے میں رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے تھے۔

آج تک تین عیسائیوں، ایک سنی مسلمان اور دو

شیعہ افغانیوں کو زیر دفعہ ۲۹۵-سی سزائے موت سنائی گئی مگر اپیل کے بعد ان کو رہائی نصیب ہو گئی-اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو سزائیں عدم شہادتوں یا ناکافی شہادتوں کے باوجود سنائی گئی تھیں-

مذہبی اقلیتوں کے افراد کے انسانی حقوق کی پامالی

مذہبی اقلیت کے افراد مثلاً احمدی حضرات کے ساتھ کئی نوع کا امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے-انہیں آزادی تقریر حاصل نہیں اور نہ ہی وہ کوئی اجتماع کر سکتے ہیں-ان کی کئی مساجد کو سیل کر دیا گیا ہے- لٹریچر شائع کرنے پر پابندی ہے، تعلیم اور ملازمتوں کے حصول میں امتیازی سلوک برتا جاتا ہے-بعض دفعہ زبردستی احمدیت سے انکار کرایا جاتا ہے-ان کا معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور ان کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں-

مذہبی جرائم کی تعداد میں اضافے، ان جرائم کی سخت سزاؤں کا اعلان اور ان مسائل پر گرما گرم بحث کی وجہ سے ملک میں مذہبی تنگ نظری کو فروغ ملا ہے-انتہا پسند طبقہ بعض دفعہ خیال کرتا ہے کہ اسے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا اختیار ہے اور پولیس بھی ان کو ایسا کرنے سے نہیں روکتی-

اپریل ۱۹۹۴ء میں گوجرانوالہ شہر میں ایک "ڈاکٹر" کو لوگوں نے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا، اس افواہ کی بنا پر کہ اس نے قرآن مجید کے اوراق کو جلا ڈالا تھا- ہجوم نے اس کے بدن پر پیٹرول چھڑک کر آگ لگانے کی کوشش کی جب کہ وہ زندہ تھا- پھر اس کے جسم کو گلیوں میں گھسیٹا گیا-

اس واقعہ کے ایک سال بعد شمال مغربی سرحدی صوبہ میں 'شب قدر' کے مقام پر عدالت کے احاطہ کے اندر دو احمدیوں پر مشتعل ہجوم نے حملہ کیا- یہ دونوں اپنے ہم مسلک کی ضمانت کے لئے عدالت میں گئے تھے-ان میں سے ایک ریاض خان کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا گیا اور اس کے خسر کو شدید زخمی کر دیا گیا- پولیس کھڑی تماشا دیکھتی رہی اور بعد میں بیان دیا کہ یہ سب کچھ یکایک ہو گیا وہ اس معاملہ میں کچھ بھی نہ کر سکتے تھے-

گزشتہ دو سالوں میں کم از کم سترہ احمدیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے- کسی ایک میں بھی پولیس تفتیش کر کے ملزموں کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہ ہوئی-

فروری ۹۷ء میں خانیوال پنجاب میں ایک درجن عیسائی گرجوں اور کئی سکولوں کو آگ لگا کر تباہ کر دیا گیا اور اس ہنگامہ میں ۵۰ کے لگ بھگ افراد شدید زخمی ہوئے- یہ سب کچھ ایک افواہ کی بنا پر ہوا- مسجدوں میں لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ اعلان کیا گیا کہ قرآن مجید کے اوراق جن پر عیسائیوں کے نام لکھے ہوئے تھے، پھٹے پڑے پائے گئے ہیں- ایک ٹیچر کا بیان ہے کہ گاؤں سے باہر ہجوم کو حملے کی نیت سے اکٹھا ہوتے دیکھ کر ہم نے انتظامیہ کو اطلاع دی- ہم نے دیکھا کہ ۲۰۰ کے لگ بھگ ایک ہجوم ہمارے چرچ کی طرف بڑھ رہا ہے- پھر وہ پادری کے گھر اور اسکول میں داخل ہو گئے- قیمتی اشیاء لوٹیں اور پھر ان کو آگ بم پھینک کر اور پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دی- تمام فرنیچر جل گیا اور ہم اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگے- پولیس نے ہماری حفاظت کے لئے یا ہجوم کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی- یاد رکیا جاتا ہے کہ پولیس نے انتقامی کارروائی کرنے کے لئے بعض مذہبی گروپوں کو اس اقدام پر اکسایا تھا- اس کی وجہ یہ تھی کہ اس واقعہ سے قبل ایک پولیس چھاپے کے دوران بعض پولیس افسروں نے بائبل کی بے حرمتی کی تھی جس کی وجہ سے ان افسروں کو معطل کر دیا گیا تھا-

توہین رسالت کی دفعات میں ترامیم حکومت کا وعدہ

ملکی سطح پر اور عالمی سطح پر توہین رسالت کی دفعات خصوصاً دفعہ ۲۹۵-سی کے غلط استعمال پر احتجاج کی وجہ سے ۱۹۹۴ء میں حکومت نے ایک بیان میں کہا تھا کہ وہ اس ضمن میں دو ترامیم پاس کرے گی-

۱- توہین رسالت کا مقدمہ درج کرنے اور گرفتاریوں سے پہلے جوڈیشل مجسٹریٹ کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہو گا-

۲- توہین رسالت کی دفعات کے تحت جھوٹا مقدمہ درج کرانا قابل دست اندازی پولیس جرم متصور ہو گا-

لیکن دینی تنظیموں کے احتجاج کی وجہ سے ۱۹۹۵ء کے وسط میں بے نظیر حکومت اس سے مکر گئی اور اعلان کر دیا کہ وہ اس قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گی-

صدر فاروق کی عیسائیوں کو توہین رسالت کے مقدمات کے بارہ میں یقین دہانی-...... مگر احمدیوں کو نہیں

۱۹۹۵ء میں صدر فاروق لغاری نے عیسائیوں کو یقین دلایا کہ مجسٹریٹوں کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ عیسائیوں پر توہین رسالت کے مقدمات درج کرنے سے پہلے ان کی چھان بین کر لیا کریں- اگرچہ عدالتیں ایسے احکامات کی پابند نہیں ہوتیں تاہم تقریباً دو سال تک ان ہدایات کا مثبت اثر محسوس کیا جاتا رہا- مگر ابھی چند مہینوں سے ایک بار پھر عیسائیوں کو توہین رسالت کے مقدمات میں گرفتار کیا جا رہا ہے- مثال کے طور پر ایوب مسیح اکتوبر ۹۶ء سے ساہیوال جیل میں ہے اور اس پر مبینہ الزام یہ لگایا گیا ہے کہ اس نے اپنے ایک مسلمان ہمسایہ سے تنازعہ کے دوران رسول کریم ﷺ کی توہین کی ہے- مگر مقامی انسانی حقوق کے ماہرین کا کہنا ہے کہ دراصل اس کی وجہ ان دونوں کے درمیان زمین کا تنازعہ ہے-

جہاں عیسائیوں کو اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی کہ ان کے خلاف توہین رسالت کے مقدمات درج کرنے سے پہلے مجسٹریٹ واقعات کی چھان بین کریں گے- ایسی یقین دہانی سرکاری طور پر احمدیوں کو نہیں کرائی گئی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ احمدیوں کے خلاف بعض مقدمات میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی کا اضافہ حکومت کے کہنے پر کیا گیا- اور بعض دفعہ تو اعلیٰ عدالتوں کے صریح فیصلوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایسا کیا گیا- مثال کے طور پر ڈاکٹر مجو کہ کو فروری ۱۹۹۴ء میں دفعہ ۲۹۸-سی کے تحت اس جرم میں پکڑا گیا کہ مبینہ طور پر اس نے اپنے ہمسایوں کو اپنے امام کی براڈکاسٹ تقریر سنانے کے لئے گھر بلایا مگر پولیس نے بعد میں توہین رسالت کی دفعہ ۲۹۵-سی کا اضافہ کر دیا- اس کے باوجود کہ سیشن کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ اسی کیس میں موجود تھا کہ دفعہ ۲۹۵-سی کے اضافے کا کوئی قانونی جواز موجود نہیں- اور اکتوبر ۱۹۹۶ء میں خوشاب کی عدالت نے ۲۹۵-سی کے اضافہ کو سرکاری وکیل کے کہنے پر منظور کر لیا-

عورتوں اور بچوں کے انسانی حقوق کی پامالی کے واقعات

رپورٹ میں عورتوں اور بچوں کے انسانی حقوق کی پامالی کے واقعات بھی درج ہیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ زنا آرڈیننس کو فی الفور ختم کر دیا جائے کیونکہ یہ قانون عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھتا ہے-

سفارشات

ایمنسٹی انٹرنیشنل مندرجہ ذیل سفارشات پیش کرتی ہے-

مذہبی آزادی کو محدود کرنے والے یا اس پر پوری طرح پابندی لگانے والے قوانین "عالمی انسانی حقوق" سے ٹکراتے ہیں-

یونیورسل ڈیکلیریشن آف ہیومن رائٹس کی دفعہ ۱۸ کے تحت ہر شخص کو آزادی خیال، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق حاصل ہے اور اس حق میں مذہب یا عقیدہ تبدیل کرنا بھی شامل ہے- اور یہ آزادی انفرادی یا اجتماعی طور پر، پرائیویٹ یا پبلک میں اپنے عقیدہ یا مذہب کی تعلیمات کے اظہار اور مذہبی امور کے فرائض اور احکام کی بجا آوری پر مشتمل ہے-

ایمنسٹی انٹرنیشنل حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس بات کا یقین دلائے کہ توہین رسالت کے قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے تو ضمیر کے قیدی نہیں بنائے جا رہے نیز یہ کہ کسی شخص کو اس قانون کے تحت موت کی سزا تو نہیں دی جا رہی-

ایمنسٹی انٹرنیشنل تمام ایسے ضمیر کے قیدیوں کی فوری اور غیر مشروط رہائی کا مطالبہ کرتی ہے جن کو صرف ان کے مذہبی حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے قیدی بنایا گیا- نیز ایسے توہین رسالت کے الزامات جو کسی عقیدہ کی بنا پر لگائے گئے ہوں فوری طور پر واپس لئے جائیں-

نیز مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کے واقعات میں حکومت کی شراکت کو ختم کر کے اقلیتوں کی مکمل حفاظت کا بندوبست کرے- اسی طرح حکومت پاکستان اس بات کا بھی یقین دلائے کہ تشدد کے ضمن میں تمام شکایات بشمول مذہبی بنا پر قتل کے واقعات کی پوری پوری تحقیق کرے گی اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دلائے گی-

(اردو میں خلاصہ مرتبہ: رشید احمد چوہدری)
بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

دعائے مغفرت

افسوس مکرمہ رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الغفور صاحب درویش ریڈیو میکر قادیان ۹۷-۶-۱۶ کو وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کو ایک سال قبل زبان پر کینسر ہو گیا تھا جس کا علاج احمدیہ ہسپتال۔ امرتسر اور پٹیالہ ہسپتال ہوتا رہا جس سے کافی افاقہ تھا آخر پر ریڈیو تھراپی سے علاج ہوا اور کینسر ٹھیک ہو گیا صرف جڑیں باقی رہ گئیں تھیں کہ اچانک ۹۷-۶-۱۶ شام ساڑھے پانچ بجے دل کا دورہ پڑنے سے وفات ہو گئی بعد نماز عشا محترم امیر صاحب قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان میں تدفین ہوئی۔

مرحومہ کی شادی ۱۹۵۶ میں ہوئی اور پاکستان سے قادیان آئیں اور عرصہ درویشی نہایت صبر اور استقلال سے گزارا ہنس مکھ اور ملنسار صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ آپ کی ایک ہی بیٹی ہے جو شادی شدہ ہے مرحومہ کی مغفرت بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

ضرورت خادم مسجد

لکھنؤ کی مسجد کیلئے خادم مسجد کی آسامی خالی ہے۔ خواہش مند احباب درخواست کے ساتھ رابطہ قائم کریں۔ تنخواہ۔/۱۰۰۰ (ایک ہزار روپے) رہائشی انتظام معقول ہے۔ درخواست دہندگان اپنی عمر کی وضاحت بھی ضرور کریں۔ (سید قیام الدین برق مبلغ لکھنؤ)

پتہ برائے خط و کتابت

Ahmadiyya Muslim Tabligi Markaz
A-8- South City
Complex Raibreli Road
Ambedker univercity Marg
Lucknow-25

افتتاح دفتر صدر عمومی

لوکل انجمن احمدیہ قادیان

۹۷-۶-۲۵ کو بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے صدر عمومی کیلئے تعمیر شدہ دفتر کا پر سوز دعاؤں کے ساتھ افتتاح فرمایا۔ اس موقعہ پر قادیان کے احمدی احباب اور بچوں نے کثرت سے شرکت کی۔ بعدہ تمام احباب کی شیرینی اور مشروب سے تواضع کی گئی۔ اس نئے دفتر کی تعمیر کیلئے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منظوری عطا فرمائی تھی۔

اخبارات قابل فروخت

احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان میں جماعت احمدیہ کے پرانے رسالہ جات (1947-1902) ریویو آف ریلیجنز (اردو۔ انگریزی۔ الفضل۔ الحکم زائد قابل فروخت ہیں۔ احباب کرام رابطہ قائم کریں۔

(انچارج احمدیہ لائبریری قادیان)

ولادت

میری بیٹی عزیزہ مسرت جہان بیگم اہلیہ مکرم جمیل احمد صاحب بھٹی آف کلکتہ کو اللہ تعالیٰ نے یکم دسمبر کو بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب بھٹی (مرحوم) کی پوتی اور مکرم عبد العظیم صاحب درویش (مرحوم) قادیان کی نواسی ہے۔ بچی کا نام "سمائلہ ثمن" تجویز کیا گیا ہے۔

زچہ و بچی کی صحت و سلامتی درازی عمر نومولودہ کے نیک خادمہ دین ہونے کیلئے اور اسی طرح خاکسار اپنی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔ (نصرت جہاں بیگم اہلیہ عبد العظیم صاحب درویش مرحوم قادیان)

دعائے مغفرت و شکریہ احباب

خاکسار کی اہلیہ محترمہ باصرہ بیگم صاحبہ ایک ماہ ہسپتال میں زیر علاج رہ کر مورخہ ۹۷-۶-۲۷ کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس سانحہ کی خبر پا کر بیشمار احباب نے تعزیتی پیغام ارسال کئے ہیں۔ جس کیلئے ہم سب بہت شکر گزار ہیں۔ الگ الگ جواب لکھنے سے قاصر ہوں اس لئے سب سے معذرت کے ساتھ دعا گو ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ سب کی دعائیں ہمارے حق میں اور ہماری دعائیں سب کے حق میں مقبول ہوں۔ لہٰذا اخبار بدر کے ذریعہ اپنی طرف سے اور تمام اہل خانہ کی طرف سے احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(محمد فیروز الدین انور کلکتہ)

۱۶ ویں جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ مغربی افریقہ کا

کامیاب انعقاد

- ☆ ایم۔ٹی۔اے کی وساطت سے حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی خطاب
- ☆ ۱۷۲ جماعتوں کے نمائندگان کی شرکت
- ☆ ۱۳۱ احمدی آئمہ اور ایک احمدی ممبر آف پارلیمینٹ کی شرکت
- ☆ ۸ سے زائد اخبارات کے نمائندگان کی شمولیت
- ☆ احمدیہ بکسٹال پر ایک لاکھ فرانک کے لٹریچر اور کیسٹس کی فروخت
- ☆ قومی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر جلسہ سالانہ کی تشہیر
- ☆ آئمہ اور معلمین کی تربیتی کلاس کا انعقاد

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے امسال جماعت ہائے احمدیہ آئیوری کوسٹ کا جلسہ سالانہ ۴ر اپریل ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک شروع ہوا اور دو روز جاری رہنے کے بعد ۵ر اپریل ۱۹۹۷ء کی شام بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا (الحمد للہ علیٰ ذالک) - امسال کا یہ جلسہ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کی تاریخ کا ایک تاریخ ساز اور منفرد جلسہ تھا جس میں کثیر تعداد میں جماعتوں کے نمائندگان اور آئمہ تشریف لائے۔ اس سے قبل کبھی اتنی بڑی تعداد میں حاضرین اور آئمہ تشریف نہیں لائے تھے۔ جماعتوں کی نمائندگی کے اعتبار سے بھی جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ میں یہ ایک اہم سنگ میل تھا کہ اس سے قبل کبھی اتنی زیادہ جماعتوں کی نمائندگی نہیں ہوئی تھی۔ اس سال جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ خطاب تھا جو کہ حضور نے ۵ر اپریل کو آئیوری کوسٹ کے جلسہ کے اختتام پر فرمایا اور یوں MTA کی وساطت سے حضور بھی جلسہ میں رونق افروز ہوئے (الحمد للہ علیٰ ذالک)۔

جلسہ سالانہ کی تیاری تو دو ماہ قبل ہی شروع کر دی گئی تھی۔ مکرم و محترم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے صدر خدام الاحمدیہ محترم عبد اللہ ودراگو صاحب کو افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا اور ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے جلسہ سے قبل متعدد اجلاسات ہوئے۔ ذیل میں شعبہ وار مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے:

پریس اینڈ انفارمیشن: جلسہ سالانہ کا پروگرام اور دعوت نامے طبع کروا کے جلسہ سے کافی دن قبل تقسیم کئے گئے، حکومتی ارکان اور اعلیٰ حکام و معزز شخصیات تک پہنچائے گئے۔ آبدجان اور دیگر بڑے بڑے شہروں اور دیہات میں جلسہ سالانہ کے پوسٹرز اور بینرز آویزاں کئے گئے۔ جلسہ سے قبل دو اخبارات میں اور جلسہ کے دوران اور بعد میں چار اخبارات میں امیر صاحب کا انٹرویو شائع ہوا۔ اس طرح کل ۶ اخبارات نے امیر صاحب کے انٹرویو شائع کیے۔ تین اخبارات میں جماعت کی طرف سے جلسہ سالانہ کے لئے اعلانات شائع کروائے گئے۔ نیشنل ریڈیو پر دو دفعہ پندرہ پندرہ منٹ کے پروگرام صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور جنرل سیکرٹری صاحب نے پیش کئے جس میں جماعت کا تعارف اور جلسہ سالانہ اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔ اسی طرح جلسہ سے ایک روز قبل نیشنل ٹی۔وی پر جنرل سیکرٹری مکرم ادریس کونے صاحب کو ۱۵ منٹ کا پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی جس میں جماعت کا تعارف کرایا گیا اور جلسہ سالانہ اور اس کے پروگراموں پر روشنی ڈالی گئی۔ جلسہ سالانہ کے دوران آٹھ مختلف اخبارات کے نمائندے جلسہ کی رپورٹنگ کے لئے ہمہ وقت حاضر رہے اور جلسہ کے بعد اب تک چھ اخبارات میں جلسہ کی خبر اور تفاصیل بیان ہو چکی ہیں۔

مہمان نوازی: مکرم آدم معاذ کولی بالی صاحب کی زیر قیادت اس شعبہ کے تحت جمعرات، جمعہ اور ہفتہ، تین دن حضرت مسیح موعودؑ کا بابرکت لنگر جاری ہوا اور تمام مہمانوں کو صبح، دوپہر اور شام کھانا کھلایا جاتا رہا۔ ان کے ہمراہ خدام الاحمدیہ کے مستعد رضاکار ہمہ وقت مہمانوں کی خدمت پر مامور رہے۔ کھانا پکانے کی ڈیوٹی لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے نہایت مستعدی اور محنت سے سرانجام دی۔

رہائش: اس شعبہ کے انچارج مکرم مدیبو ترلورے صاحب تھے۔ مشن ہاؤس اور مسجد میں رہائش کا انتظام کیا گیا۔

جلسہ گاہ: اس شعبہ کے انچارج مکرم ڈاکٹر ادریس کونے صاحب تھے۔ جلسہ کا انتظام مسجد کے ہال میں تھا۔ سیکرٹری صاحب تزئین و آرائش مکرم عبد الرحمٰن وترا صاحب کے تعاون اور خدام الاحمدیہ کے رضاکاروں کی مدد سے مسجد کو جھنڈیوں، بینرز اور حضرت رسول کریم ﷺ کی احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات پر مشتمل کتبوں سے نہایت خوبصورتی سے غریب دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ جلسہ گاہ میں بیٹھنے کے لئے کرسیوں کا مناسب انتظام کیا گیا تھا۔

لاؤڈ سپیکر: اس شعبہ کے انچارج مکرم ابو بکر اکانڈے صاحب تھے۔ مسجد اور اس سے ملحقہ عمارت میں نیز جوبلی ہال میں آواز پہنچانے کا نہایت عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔

ویڈیو فوٹوگرافی: سیکرٹری ایم۔ٹی۔اے مکرم یونس اکانڈے صاحب نے اپنے معاونین کی مدد سے جلسہ کی تمام کارروائی کی ویڈیو فلم تیار کی جس میں سے انتخاب کر کے انشاء اللہ ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کو بھجوایا جائے گا۔ علاوہ ازیں تمام پروگرامز کی فوٹوگرافی بھی کی گئی۔

نمائش: جوبلی نمائش ہال کی تزئین و آرائش کا کام جلسہ سے کافی دن قبل مکمل کر لیا گیا تھا۔ جوبلی ہال کی جلسہ سالانہ کے موقع کے لئے از سر نو تزئین و آرائش کی گئی تھی۔ قرآن کریم کے تراجم اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے تراجم لوگوں کی خاص دلچسپی کا باعث بنے، نیز شہدائے احمدیت کی تصاویر نے بھی لوگوں کو بے حد متاثر کیا۔ ایک علاقہ کے امام شہدائے احمدیت کی تصاویر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ نمائش دیکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد ایسی تھی جنہوں نے حضرت امام مہدیؑ کی تصویر اس سے قبل نہ دیکھی تھی۔ خلفائے احمدیت کی تصاویر اور حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ کر لوگ خوش ہوئے۔ جوبلی نمائش ہال میں اس دفعہ ٹیلی ویژن بھی رکھا گیا تھا۔ حضور انور کا خصوصی خطاب ممبر آف پارلیمینٹ جناب عیسیٰ کونے صاحب، نمائندہ وزیر مذہبی امور اور قریباً ۲۰ دیگر اعلیٰ سرکاری افسران کو جوبلی ہال میں سنایا گیا۔ جوبلی ہال کا انچارج خاکسار (باسط احمد مبلغ سلسلہ) تھا۔

بک سٹال: جلسہ سالانہ کے موقع پر جوبلی ہال کے سامنے ایک بک سٹال بھی لگایا گیا جس کے انچارج مکرم احمد طورے صاحب لوکل معلم تھے۔ فرنچ، عربی اور انگریزی لٹریچر فروخت کے لئے رکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ جولا زبان میں عمر معاذ صاحب کی آڈیو کیسٹس بھی برائے فروخت پیش کی گئی تھیں۔ یہ پروگرام عمر معاذ صاحب نے ریڈیو مالی پر جماعت کے تعارف اور اعتراضات کے جوابات پر مبنی پیش کئے تھے۔ لٹریچر اور کیسٹس کی خریداری میں لوگوں نے خاص دلچسپی کا اظہار کیا چنانچہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ۸۰ ہزار فرانک کی کتب فروخت ہوئیں جبکہ ۲۰ ہزار فرانک کی کیسٹس فروخت کی گئیں۔

شعبہ ترجمانی: اس شعبہ کے انچارج مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ تھے۔ دیہات سے آنے والے مہمانوں کی ایک بھاری تعداد صرف جولا سمجھتی تھی۔ چنانچہ فرنچ پروگراموں کا جولا زبان میں ترجمہ عمر معاذ صاحب اپنے معاونین کے ہمراہ کرتے رہے۔ بعض تقاریر یعقوبا زبان میں بھی ہوئیں جن کا ترجمہ فرنچ اور جولا میں کیا جاتا رہا۔

نظم و ضبط: خدام الاحمدیہ کے رضاکاروں کی ایک بڑی تعداد دن رات ڈیوٹی پر متعین رہی اور سیکیورٹی اور نظم و ضبط کے فرائض سرانجام دیئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے تمام پروگرام نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے منعقد ہوئے۔

افتتاح جلسہ سالانہ

مورخہ ۴ر اپریل بروز جمعہ کو جلسہ سالانہ کا افتتاح عمل میں آیا۔ افتتاح سے قبل حضور انور کا خطبہ جمعہ لندن سے براہ راست سنا گیا اور نماز جمعہ و عصر ادا کی گئیں۔

۳ بجے سہ پہر نیشنل فلیگ اور لوائے احمدیت لہرائے گئے۔ احمدیہ سکول آبدجان اور کوفکرو کے بچے اس موقع پر "لا الہ الا اللہ" کا ورد کر رہے تھے۔ جونہی لوائے احمدیت فضا میں بلند ہوا فضا نعرہ ہائے تکبیر، اسلام و احمدیت زندہ باد اور خلیفۃ المسیح الرابع زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ بعد ازاں افتتاحی اجلاس مکرم و محترم امیر صاحب کی زیر صدارت ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔

دوسرے روز ۵ر اپریل کو پروگرام کا آغاز صبح ۴ بجے نماز تہجد باجماعت سے ہوا۔ جلسہ سالانہ کا دوسرا باقاعدہ اجلاس صبح نو بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع اور پھر دو تقاریر بعنوان "خاتم النبیین" اور "انی مھین من اراد اھانتک" بالترتیب محترم عمر ترلورے صاحب اور محترم عمر معاذ صاحب نے کیں۔

ایک دلچسپ پروگرام

گزشتہ کئی سالوں سے جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ میں ایک نہایت ہی دلچسپ پروگرام پیش کیا جا رہا ہے جو کہ حاضرین جلسہ میں ہمیشہ ہی بڑا مقبول رہا ہے۔ یہ تقاریر کا وہ سلسلہ ہے جس میں نو احمدی احباب "میں احمدی کیوں ہوا" کے عنوان سے تقاریر کرتے ہیں اور اپنے اپنے قبول احمدیت کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ امسال بھی یہ نہایت ہی دلچسپ پروگرام جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس میں پیش کیا گیا اور حاضرین کی دلچسپی کے باعث تیسرے اجلاس کے پروگراموں کو منسوخ کر کے اسی سلسلہ کا تسلسل جاری رہا۔ اس پروگرام میں مختلف آئمہ اور نومبائعین نے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ بعد ازاں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں مکرم مظفر سدھن صاحب مبلغ سلسلہ نے حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے۔ تیسرے اجلاس کی خاص بات حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ خطاب تھا جو حضور ایدہ اللہ نے MTA کے توسط سے از راہ شفقت آئیوری کوسٹ کے جلسہ کے لئے ارشاد فرمایا اور یہ پہلا موقع تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ MTA کے توسط سے آئیوری کوسٹ کے جلسہ سالانہ میں رونق افروز ہوئے۔

حضور انور کا خطاب

شام ۴ بجے کے قریب حاضرین ٹیلی ویژن سکرین پر نظریں جمائے بیٹھے تھے کہ حضور خطاب فرمانے والے ہیں، ٹھیک سوا چار بجے حضور انور نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں جلوہ افروز ہوئے۔ جلسہ گاہ بھی نعرہ ہائے تکبیر اور امیر المومنین زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ حضور کی جلسہ میں اس طرح تشریف آوری سے ہر احمدی یہی محسوس کر رہا تھا کہ حضور سچ مچ بنفس نفیس آئیوری کوسٹ تشریف لے آئے ہیں اور جلسہ میں شرکت فرما رہے ہیں۔ ہر احمدی مسرور اور شاداں تھا۔ حضور کا خطاب لگ بھگ ۴۰ منٹ جاری رہا جس کا فرنچ ترجمہ مکرم عبد الغنی جہانگیر صاحب نے کیا۔ اپنے خطاب میں حضور انور نے جماعت آئیوری کوسٹ کے جلسہ میں شامل ہونے والے آئمہ اور معززین کا ذکر کیا۔ نیز اپنے دورہ آئیوری کوسٹ کے دوران سابق صدر ھوفے بوانیے سے ملاقات کا ذکر کیا اور ان کی خداداد صلاحیتوں اور قابلیتوں پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ نیز یہ ذکر بھی فرمایا کہ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے جلسہ میں امسال ۱۷۲ جماعتوں کے نمائندگان شامل ہوئے ہیں جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد صرف ۲۰ تھی۔

حضور انور نے دوران خطاب لندن میں مقیم آئیوری کوسٹ کے دو باشندگان کو مقامی زبانوں میں مختصر خطاب کے لئے کہا چنانچہ مکرم یوسف صاحب نے یعقوبا میں خطاب کیا اور مکرم محمد کولی بالی صاحب نے جولا میں خطاب کیا۔ دونوں تقاریر کے بعد سٹوڈیو میں موجود احمدی احباب نے پرجوش نعرے لگائے اور ایم۔ٹی۔اے کی وساطت سے آئیوری کوسٹ کے باشندے بھی ان نعروں کا جواب دیتے رہے، آخر پر حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی جس میں دنیا بھر کے ناظرین شامل ہوئے۔

(رپورٹ: باسط احمد مبلغ سلسلہ)

دعائے مغفرت

افسوس کہ مکرم میر منصور احمد صاحب یاری پورہ مورخہ ۲۳۔۶۔۹۷ کو چودن سال کی عمر میں پیٹ میں کینسر کے عارضہ کیوجہ سے تقریباً چھ ماہ علیل رہ کر وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جماعتی عہدوں پر بھی فائز رہے تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے اپنی بیوہ کے علاوہ دو لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے صبر جمیل کیلئے درخواست دعا ہے۔ مولا کریم ان کا ہر آن حامی ناصر ہو آمین۔

(عبد الحمید ٹاک یاری پورہ کشمیر)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے ۲۸ویں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے ۱۹ویں سالانہ اجتماع کیلئے ۱۷-۱۸-۱۹/اکتوبر ۱۹۹۷ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔
جملہ مجالس کو اجتماع کا تفصیلی پروگرام قبل ازیں بھجوایا جاچکا ہے قائدین مجالس اس کے مطابق خدام واطفال کی تیاری کروائیں اور زیادہ سے زیادہ خدام واطفال کو اجتماع میں لے کر آئیں۔ (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

بقیہ صفحہ :- اوّل

فرماکر جماعت کو ان پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ یہ جلسہ سالانہ جس میں دنیا کے پانچوں برّاعظم کے ۱۵ ہزار سے زائد کالے گورے مشرقی مغربی اور مختلف اقوام کے لوگ شامل تھے اس لحاظ سے نہایت عجیب شان رکھتا تھا۔ کہ یہ سب لوگ ایک واجب الاطاعت امام کے پیچھے پنجگانہ نمازوں دعاؤں اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ اس جلسہ کے لئے وزیر اعظم برطانیہ عزت مآب ٹونی بلیئر نے اپنا خصوصی پیغام دیا تھا جو امیر صاحب جماعت احمدیہ نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک کے ممبران پارلیمنٹ۔ سفارت کار افریقن چیفس مسجدوں کے امام جو اسی سال جماعت میں شامل ہوئے تھے نے جلسہ سے خطاب کیا۔ جلسہ سالانہ کے تمام پروگرام مختلف زبانوں میں ساتھ ساتھ نشر ہوتے رہے اسی طرح یہ تمام کارروائی ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر Live Telecast ہوئی جلسہ کے موقع پر مہمانان کے قیام وطعام کا نہایت احسن انتظام تھا۔

نمایاں کامیابی اور درخواست دُعا

حال ہی میں یاری پورہ گورنمنٹ جونیر کالج میں علاقہ کے اٹھاراں سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے ہزاروں طلباء وطالبات پروفیسران استاد صاحبان تعلیمی ذوق رکھنے والے شائقین کی موجودگی میں عالمی ماحولیات کے موضوع پر منتخب طلباء و طالبات کے تقریری مقابلہ میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام احمدیہ سکول یاری پورہ کے طالب علم عزیز عطاء المنعم ٹاک اور طالبہ عزیزہ شمعہ روحی ملک نے بہترین تقریر کرنے پر ایک پروقار سادہ تقریب میں جناب چیف ایجوکیشن آفیسر صاحب کے ہاتھوں انعامات حاصل کئے۔ الحمد للہ۔

عزیزان اور دیگر طلباء و طالبات کی دینی دنیوی علمی ترقیات کیلئے درخواست دعا ہے۔

(عبد الحمید ٹاک یاری پورہ کشمیر)

اعلان نکاح

مورخہ ۲۶-۵-۹۷ کو مہر النساء پروین بنت مکرم علی حسن صاحب آف میولی بزرگ یوپی کا نکاح مکرم سلیمان احمد ابن عبد الخالق صاحب آف دھن سنگھ پور کے ساتھ مبلغ ۵۰۰۰ روپے حق مہر کے عوض مکرم مولوی ظفر احمد صاحب گلبرگی نے پڑھا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰

ارشاد نبوی

خَيرُ الزَّادِ التَّقوىٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا :-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 بینٹک لین کلکتہ 700001

دکان- 248-5222, 248-1652

رہائش- 243-0794, 27-0471

لولاك لما خلقت الافلاك

ترجمہ -(اے محمدؐ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب

محتاج دُعا- جماعت احمدیہ اترپردیش

GURANTED PRODUCT

NEVER BEFORE

THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT

A TREAT FOR YOUR FEET

SONIKY

NIR

HAWAI

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD

34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

C.K ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOOD FURNITURE

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700087 ☎ 2457133

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

☎ 543105

STAR CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

A.S. BINNING

Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning

Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

شریف جیولرز

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

پروپرائٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ ☎ 649-04524

بقیہ صفحہ 12

طاقت بڑھ جاتی ہے۔ معدے میں بھی تیزابیت، قے، متلی کا رجحان ہوتا ہے۔ قے کا مواد گلے میں جلن اور خراش پیدا کرتا ہے۔ مونہہ کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے خصوصاً پانی پینے کے بعد کڑوا معلوم ہوتا ہے۔ معدے میں درد جیسے کھانے سے آرام ہو۔ کھانے کے بعد قے ہو جاتی ہے۔ گرم غذا سے بہتر محسوس کرے جبکہ ٹھنڈی غذا سے بیماریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ معدے میں کھنچاؤ اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

کینسر کے رجحان میں بھی کریوزوٹ مفید ہے خصوصاً معدے کے کینسر کے آغاز میں کونیم کے ساتھ ملا کر دی جائے تو فائدہ پہنچاتی ہے۔ بیماری کی علامتیں ظاہر ہونے سے پہلے ہی کریوزوٹ کی علامتیں ہوں تو فوراً شروع کروا دینی چاہئے ورنہ اگر یہ کینسر شروع ہو جائے تو اسے سنبھالنا ناممکن ہوتا ہے اور پھر مریض کو صرف آرام پہنچایا جاسکتا ہے اور یہ زندگی کو اپنے آخری مقام کی طرف بڑھانے کی کوشش ہے۔ یہ محاورہ میں نے عمداً استعمال کیا ہے کیونکہ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ زندگی کے کچھ سال بڑھائے جاسکتے ہیں۔ سال تو بڑھ نہیں سکتے لیکن خدا تعالیٰ کی مقررہ مدت سے زندگی کے جو سال کام ہو رہے ہیں اس کمی کو دور کیا جاسکتا ہے اس لئے بیماری اور شفا کا یہی فلسفہ ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری مقرر کردہ آخری اجل مسمّی سے آگے پیچھے سرکنا ناممکن ہے اور وہ ٹل نہیں سکتی لیکن اجل مسمّی تک پہنچنا ممکن ہے اس لئے بخشش کے نتیجہ میں مقررہ مدت تک عمر لمبی کی جاسکتی ہے۔ بیماری کا یہی مضمون ہے کہ بیماری عمر کو کم کر دیتی ہے اور صحت عمر کو بڑھاتی نہیں ہے بلکہ مقررہ عمر تک لے جانے میں مدد کرتی ہے۔ ہمارے طبی محاوروں میں بھی مذہبی رنگ اور اس کی احتیاطیں غالب رہنی چاہئیں۔

کریوزوٹ گرمیوں کے اسہال میں بہت مفید دوا ہے اور اس میں عموماً کریوزوٹ کی عمومی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر اس کی دیگر علامتیں ذیابیطس کے مریض میں بھی پائی جائیں تو اسے مکمل شفا بخشنے کی طاقت رکھتی ہے۔ کریوزوٹ بچوں کے دانت نکالنے کے زمانے میں بہت اچھا اثر کرنے والی دوا ہے۔ اگر بوسیدہ اور کالے رنگ کے دانت نکلیں دانتوں کو کیڑا لگ جائے مسوڑھے سیاہی مائل ہوں تو یہ دوا اکسیر بن جاتی ہے۔ کریوزوٹ میں زبان پر سفید میلی سی تہہ جم جاتی ہے ہونٹ سرخ جن میں خون بہنے کا رجحان ہوتا ہے مونہہ کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ کریوزوٹ میں کھلی ہوا، سردی کے موسم، ٹھنڈے پانی اور نہانے سے اسی طرح لیٹنے سے بھی تکلیفیں بڑھتی ہیں عموماً گرمی سے تکلیف کم ہو جاتی ہے۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, AUGUST 14th 1997 ISSUE NO -33

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 39)

کالی سلفیوریکم

KALI SULPHURICUM

(Sulphate of Potash)

کالی سلف ایک بائیوکیمک دوا ہے جس میں پوٹاشیم اور سلفر کے عناصر کیمیاوی عمل کے ذریعہ آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ سلفر اور پوٹاشیم دونوں بہت اہم اور چوٹی کی دوائیں ہیں، اس لئے کالی سلف بہت گہرا اثر کرنے والی دوا ہے اور جسم کے ہر ذرہ پر اثرانداز ہوتی ہے اور اس میں اتنی بیماریوں کی شفا کا امکان ہے کہ انہیں بآسانی بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ آخر وہ کونسی بیماری ہے جس میں کالی سلف استعمال کی جائے تو ضرور مفید نتیجہ نکالے گی اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ ایسا نہیں ہے جس سے اس کی افادیت کا اندازہ لگایا جاسکے۔ ہر علامت ان میں موجود ہے کیونکہ پوٹاشیم اور سلفر بہت وسیع الاثر عناصر ہیں جنہوں نے انسانی جسم کی تخلیق میں حصہ لیا ہے۔

مرگی کے مرض میں تین دوائیں ایسی ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مرگی کو جڑ سے ختم کر دیتی ہیں فلکیریا سلف بھی چوٹی کی دوا ہے جس سے مرگی کا مرض ختم ہو جاتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ ایک ہی خوراک سے یہ نتیجہ ظاہر ہو بعض اوقات وقفوں کے بعد دوا کو دہرانا پڑتا ہے اور درمیان میں اور کچھ متبادل علاج بھی کرنے پڑتے ہیں لیکن شفا ہو جاتی ہے۔ کالی سلف میں یہی بات پائی جاتی ہے اس بات کی تفصیل معلوم نہیں ہے کہ کس قسم کی مرگی میں مفید ہے کیونکہ طریقہ آزمائش (پروونگ) سے یہ معلوم نہیں کیا گیا اس لئے ہومیوپیتھک ڈاکٹر اس دوا کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ اگر پروونگ ہو جائے تو عین قاعدہ، قانون کے مطابق یہ علم ہوسکتا ہے کہ کس قسم کی مرگی میں مفید ہے۔ اگر دوسری دوائیں کام نہ آئیں تو پھر کالی سلف کو نہیں بھولنا چاہئے کیونکہ یہ دوا ایسے وقت کام آ جاتی ہے جب دوسری سب دوائیں ناکام ہو جاتی ہیں اس لئے اسے ضرور یاد رکھنا چاہئے۔

کالی سلف جلدی امراض کے علاوہ اندرونی جھلیوں کے امراض میں بھی مفید ہے۔ لیوپس (یہ وہ جلدی بیماری ہے جس کا عملاً کوئی علاج نہیں ہے اس کا اعصابی اور دفاعی نظام سے تعلق ہے) میں بھی کالی سلف مفید دوا ہے۔

اگر ملیریا بخار بگڑ جائے تو کالی سلف اس میں بھی بہت مفید دوا ہے۔

نزلاتی تکلیفوں میں بھی کالی سلف استعمال ہوتی ہے جن کی رطوبت گاڑھی سبزی مائل چپکنے والی ہوتی ہے۔ جو رطوبت خشکی کی طرف مائل ہو اس کا رنگ سبز ہو جاتا ہے جو نسبتاً پتلی ہو وہ زردی مائل ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیماری کے پہلے مرحلہ میں رطوبت زردی مائل ہوگی بعد میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔ مواد گاڑھا ہو کر چپکنے والا بن جاتا ہے۔ بعض اوقات ایسا نزلہ مستقل زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔ ایسے مزمن نزلہ میں کالی سلف کو یاد رکھنا چاہئے۔ خاص طور پر اگر چھاتی پر بھی اثر نمایاں ہو۔

کالی سلف کو بائیوکیمک کی پلسٹیلا کہا جاتا ہے کیونکہ بالکل پلسٹیلا کے مشابہہ دوا ہے۔ گرمی سے تکلیفوں کا بڑھنا، ٹھنڈ اور کھلی ہوا سے فائدہ پہنچنا ہے۔ ایسا مریض اگر ورزش کے بعد بہت زیادہ گرمی محسوس کرے تو اسے نزلہ ہو جائے گا۔ اکثر ورزش کے بعد بےاحتیاطی کے نتیجہ میں ٹھنڈ لگنے کی وجہ سے نزلہ ہو جاتا ہے لیکن ان دونوں دواؤں میں جسم کا بہت زیادہ گرم ہو جانا کمزوری پیدا کرتا ہے اور نزلہ ہوتا ہے۔ زرد رنگ کی بلغم نکلتی ہے۔

کالی سلف میں عضلات کے ڈھیلے ہو کر لٹکنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ عموماً عضلات کی بیماریاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک میں عضلات آہستہ آہستہ کمزور ہو کر سکڑنے لگتے ہیں اور بےجان ہو جاتے ہیں یا ڈھیلے ہو کر لٹک جاتے ہیں۔ عموماً دل اور جگر کی بیماریوں کے نتیجہ میں ایسا ہوتا ہے۔ ایسے مریض جن کے جگر میں خرابی ہو اور دل کے عضلات پھیل رہے ہوں اور بے جان ہو جائیں ان کے لئے کالی سلف بہت مفید دوا ہے لیکن یہ فوری اثر پیدا کرنے والی دوا نہیں ہے۔ لمبے عرصہ تک چھوٹی طاقت میں کھلانی پڑتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں چند مہینوں کے اندر اندر نمایاں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ مریض میں جان آنے لگتی ہے اور بہت حد تک جگر اور جسم کی چربی پگھل جاتی ہے اس پہلو سے یہ بہت کارآمد دوا ہے۔ عموماً خواتین میں بچوں کی پیدائش کے بعد یہ علامتیں پیدا ہونے لگتی ہیں جگر میں چربی بننے لگتی ہے جسم کے اعصاب پھیل جاتے ہیں دل میں طاقت نہیں رہتی سانس چڑھتا ہے، کالی سلف دینے سے فائدہ ہوگا۔ جب یہ سب علامتیں پیدا ہوں تو ٹانگیں بھی بھاری محسوس ہوتی ہیں جسم عموماً سست ہو جاتا ہے۔ دردیں سارے جسم میں دوڑتی پھرتی ہیں۔ لمس سے درد میں اضافہ ہو جاتا ہے خصوصاً اعصاب کے دباؤ کی وجہ سے درد بڑھ جائے تو مالش کرنے سے یا ہاتھ سے دبانے سے درد میں افاقہ ہونے کے بجائے شدت پیدا ہو جائے گی۔ اس میں کالی سلف کو یاد رکھیں۔ کالی کارب میں بھی لمس سے تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں لیکن دباؤ سے آرام ملتا ہے۔

کالی سلف میں سر درد حرکت سے بڑھ جاتا ہے، کھلی ہوا میں آرام محسوس ہوتا ہے۔ یہ درد آنکھوں، پیشانی اور سر کی دونوں اطراف میں پھیل جاتا ہے۔ سر پر تنگی اور گھٹن کا احساس ہوتا ہے۔ آنکھوں کے پپوٹے آپس میں چپک جاتے ہیں، آنکھوں سے زردی مائل رطوبت نکلتی ہے، بہت خارش ہوتی ہے اور پانی نکلتا ہے۔ پپوٹوں پر دانے نکل آتے ہیں۔ آنکھ کا بصری پردہ (کورنیا) دھندلا جاتا ہے۔ عموماً ڈاکٹروں کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے سوائے اس کے کہ کورنیا بدل دیا جائے لیکن ہومیوپیتھک کی بعض دواؤں سے اللہ کے فضل سے صاف ہو جاتا ہے۔ میرے تجربہ میں بعض ایسے مریض ہیں جن کی یہ تکلیف دور ہوگئی۔ کالی سلف بھی ان دواؤں میں سے ہے سفید موتیا میں بھی کالی سلف مفید دوا ہے۔ سفید موتیا کی دواؤں میں سلفر کا جزو موجود ہونا ضروری ہے۔ زنکم سلف بھی کام آنے والی دوا ہے۔ پوٹاشیم اور زنک دونوں اعصاب سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ سفید موتیا عموماً اعصابی کمزوری اور خون کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اعصابی کمزوری کا نظر سے گہرا تعلق ہے اسی لئے غم کی حالت میں نظر دھندلا جاتی ہے۔ آنکھ کی بیماری میں اعصاب کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے آنکھ کی بیرونی بیماریوں پر یہ اصول لاگو نہیں ہوتا ان کے لئے الگ دواؤں کی تلاش ضروری ہے۔

کالی سلف میں کورنیا کی دوسری بیماریاں بھی پائی جاتی ہیں۔ آنکھوں کے سامنے دھبے آ جاتے ہیں، زخم بنتے ہیں، آنکھوں کے سامنے روشنی کے کوندے دوڑتے ہیں، سیاہ اڑنے والے دھبے نظر آتے ہیں۔

کان سے زرد رنگ کی بدبودار رطوبت نکلتی ہے، کان کے درمیانی حصہ میں خشکی پائی جاتی ہے۔ پہلے کان سے پانی کا اخراج ہوتا ہے پھر کچھ گاڑھا ہو کر زرد رنگ کا ہو جاتا ہے جب بیماری مزمن شکل اختیار کرلے تو مزید گاڑھا ہو کر سبز رنگ کا ہوتا ہے اور کان کی جھلیوں سے خون بہنے لگتا ہے۔ یہ مراحل بہت آہستگی سے طے ہوتے ہیں اور کئی سالوں کے بعد کانوں کے پردے موٹے ہو جاتے ہیں سخت بدبو آتی ہے اور بہرہ پن کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اس میں سب سے زیادہ موثر دوا امونیم کارب ہے۔ اینتھمس بھی مزمن نزلوں اور بدبودار مادوں کو ختم کرنے کے لئے اچھی ہے۔ سلفر بھی کان کی ہر قسم کی بیماریوں میں مفید ہے۔ کان کی بدبو کو ختم کرنے میں سلفر، سورائینم اور مرکسال مفید ہیں۔

کالی سلف میں کانوں میں اور کانوں کے پیچھے خارش ہوتی ہے، ہر قسم کا شور بھی سنائی دیتا ہے۔ کالی سلف کے ایگزیما میں دانے اور چھالے نکل آتے ہیں، جلن کا احساس ہوتا ہے جلد کا رنگ بدل جاتا ہے۔ زردی مائل مینڈک کی کھال کی طرح بےجان اور بےرنگ ہو جاتی ہے، عموماً جگر اور تلی کی خرابیوں کے نتیجہ میں ایسا ہوتا ہے، خون کی کمی اور سل کی بیماری بھی چہرہ پر بےرونقی اور زردی پیدا کر دیتی ہے۔ ایسی صورت میں چہرہ دیکھ کر بیماری کا اندازہ لگانا بہت اہم فن ہے جو ہومیوپیتھک معالج کو آنا چاہئے۔ اس طرح بہت سی دواؤں کی پہچان ہو جاتی ہے، اگر روزمرہ ایسے مریضوں سے رابطہ ہو تو بسااوقات ان سے بیماری کے متعلق کچھ پوچھنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی خود بخود دیکھتے ہی علم ہو جاتا ہے کیونکہ ہر مرض ایک شخصیت پیدا کر دیتا ہے۔ کالی سلف میں چہرہ کی بےرونقی اور زردی خون کی کمی اور پھیپھڑوں کی بیماریوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے ایسے مریض کو مسلسل لمبے عرصہ تک گہری دوائیں دینا پڑتی ہیں جو آہستہ آہستہ اثر دکھاتی ہیں مگر شفا کے آخری مراحل تیز تر کر دیتی ہیں اور ایسی علامتیں پیدا ہونے لگتی ہیں جن سے علم ہو جاتا ہے کہ مریض صحت کی طرف لوٹ رہا ہے، کھانے پینے کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے، ہر چیز میں مزہ آنے لگتا ہے۔ کالی سلف کو پلسٹیلا سے مشابہہ دوا سمجھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ مریض میں پلسٹیلا کی علامات ہوتی ہیں لیکن یہ کام نہیں کرتی ایسے مریضوں میں کالی سلف دینی چاہئے مثلاً حمل ضائع ہونے کا رجحان ہو یا پیٹ میں بچے کی پوزیشن درست نہ ہو تو پلسٹیلا بہت مفید دوا ہے لیکن اگر یہ کام نہ آئے تو کالی سلف دے کر دیکھنا چاہئے۔ پلسٹیلا کی مزمن دوا سلیشیا اور نیٹرم میور کے علاوہ کالی سلف بھی ہے۔ پلسٹیلا کے بعد اگر معمول کے طور پر کالی سلف کو استعمال کیا جائے جبکہ علامات نہ بدلی ہوں تو استعمال ہوسکتی ہے اور بعید نہیں کہ سلیشیا کی ضرورت نہ پڑے ہر قسم کے چھوت کے بخاروں میں کالی سلف بذات خود بہت اچھی دوا ہے۔ اگر یہ ناکام ہو جائے تو پلسٹیلا کی طرح کالی سلف کی مزمن دوا سلیشیا دینی چاہئے۔

کالی سلف کی ایک اور علامت یہ بتائی جاتی ہے کہ مریض بھول جاتا ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ لکھتے لکھتے الفاظ کو غلط جگہ پر لکھ دیتا ہے۔ بہت ضدی اور جلد غصہ میں آ جاتا ہے بےصبرا اور جلد باز ہوتا ہے، فیصلہ کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ شور برداشت نہیں کر سکتا۔ مثانے کا مزمن نزلہ، پیشاب کی بار بار حاجت ہوتی ہے۔ زیادہ تر رات کے وقت تکلیف ہوتی ہے۔ کالی سلف میں پریشان کن خواب بھی آتے ہیں۔ پرسکون نیند نہیں آتی۔ رات کو کھانے کے بعد گرم کمرہ میں ٹھہرنے سے چکر آتے ہیں۔ سر میں کھنچاؤ ہوتا ہے، بال گرتے ہیں سر میں خشکی ہوتی ہے۔ ہونٹ کٹے پھٹے ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر کینٹ کے نزدیک اگر ہونٹ پر موہکا بن جائے تو کالی سلف سے فائدہ ہوتا ہے۔ ایپی تھیلیوما میں بھی مفید ہے۔ مونہہ میں چھالے بن جاتے ہیں، زبان پر لیسدار زرد رطوبت ہوتی ہے، خشک کھانسی اور کھڑکھڑاہٹ کی آواز آتی ہے، زبان خشک ہوتی ہے، گلے کے غدود پھول جاتے ہیں، نگلنے میں دقت ہوتی ہے۔ انڈے، ڈبل روٹی، گوشت اور گرم کھانے اور پینے سے نفرت ہو جاتی ہے۔ کھانے پینے کے بعد معدے میں درد، جلن اور تشنج ہو جاتا ہے۔ کھانسنے پر قے جو صفراء، غذا اور بلغم کی ہوتی ہے۔ کھانے کے بعد پیٹ میں ہوا بھر جاتی ہے، تناؤ کا احساس بڑھ جاتا ہے اور ہوا باہر نہیں نکلتی۔ پھلپھلی دردیں جو جگر کی خرابی سے پیدا ہوتی ہیں ظاہر ہوتی ہیں۔ رات کو پیٹ میں درد اور دکھن کا احساس ہوتا ہے، سخت ضدی قبض اسہال سے ادلتی بدلتی رہتی ہے۔ یہ علامت ایپوسائینم میں بھی نمایاں ہے۔ مقعد سے خون بہتا ہے، بواسیر کے مسے بیرونی سطح کے علاوہ اندر بھی ہوتے ہیں جن سے خون بہنے کا رجحان ہوتا ہے۔

کالی سلف میں اجابت کے بعد پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں۔ مرک کار میں بھی یہ علامت ہے اس میں اجابت کے دوران درد شروع ہوتا ہے جو بعد میں بھی جاری رہتا ہے۔ اسہال پتلے سیاہی مائل، چھیلنے والے اور بدبودار ہوتے ہیں۔ کالی سلف میں شدید خارش ہوتی ہے۔ گردوں کی اندرونی جھلیوں میں سوزش اور شدید چبھن والے درد کی علامت پائی جاتی ہے۔ پیشاب میں البیومن آتی ہے۔ پیشاب گہرے رنگ کا مقدار میں زیادہ اور جلن والا ہوتا ہے۔

کالی سلف مردانہ ناطاقتی اور کمزوری کے لئے اچھی دوا ہے نیز وہ عورتیں جنہیں اسقاط کا رجحان ہوتا ہے انکو یہ دوا طاقت دیتی ہے۔ ہر قسم کے سیلان الرحم سوزش اور جلن میں بھی مفید ہے۔ رحم اپنی جگہ سے ٹل جائے، دوران حیض رحم میں درد ہوتا ہے، نیچے دبانے والا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

ہوا کی نالی میں سبز، زرد یا سفید بلغم بنتا ہے حنجرہ میں خشکی، چھیلنے کا احساس جو کھانے سے زیادہ ہو جاتا ہے رات کے وقت بستر میں بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ حنجرہ میں سرسراہٹ ہوتی ہے۔ آواز کا بیٹھ جانا، بار بار زکام ہوتا ہے۔ بند کمرے میں دمہ کی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ سانس میں دقت ہوتی ہے جو کھانسی سے لیٹنے سے چلنے سے اور شام کے وقت بڑھ جاتی ہے۔ کھلی ہوا میں تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ نزلہ کے ساتھ کھانسی زیادہ ہو جاتی ہے۔ سردی سے سینہ میں کھڑکھڑاہٹ، گھٹن، جلن، درد اور بےچینی ہوتی ہے۔ صبح کے وقت کھانسی زیادہ ہوتی ہے۔ رات کو خشک کھانسی زیادہ ہو جاتی ہے کھڑکھڑاہٹ والی کھانسی، دم گھٹنے والی کھانسی، کالی کھانسی بھی پائی جاتی ہے۔ ٹھنڈے پانی سے آرام آتا ہے۔ گرم کمرے میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ موسم میں اچانک تبدیلی ہو اور سردی ہو جائے تو پھر تکلیفیں بڑھتی ہیں۔ بائیوکیمک میں کالی سلف چھوٹی طاقتوں میں استعمال ہوتی ہے لیکن ہومیوپیتھی میں بڑی طاقت میں دینا زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

کریازوٹم

KREOSOTUM

کروزوٹ کا مزاج رکھنے والے مریضوں میں تین علامات نمایاں طور پر پائی جاتی ہیں اول یہ کہ انکے تمام اخراجات کاٹنے، جلانے اور چبھنے والے ہوتے ہیں جن سے خراش پیدا ہوتی ہے دوم تمام جسم میں دھڑکن پائی جاتی ہے جو کیکٹس کا مقابلہ کرتی ہے لیکن تشنج اور درد نہیں ہوتا۔ تیسری خاص علامت سیلان خون ہے ذرا سا دباؤ پڑنے سے خون جاری ہوتا ہے۔ آنکھ میں ورم ہو تو معالج کے ہاتھ لگا کر دیکھنے سے بھی خون نکل آتا ہے۔ رحم میں ایسی کیفیت پیدا ہو تو ایسی عورتوں کو مسلسل خون آنے کی شکایت ہو جاتی ہے۔ حیض کے ایام گزرنے کے باوجود بھی خون جاری رہتا ہے۔ ذرا سی سوئی چبھ جائے تو خون کی بوندیں ٹپکنے لگتی ہیں۔ بعض دفعہ آنسوؤں میں بھی خون پایا جاتا ہے۔ کسی بہانے سے بھی خون کا جاری ہونا اور جسم کے کسی حصہ سے بھی خون بہنے کا رجحان کروزوٹ کی خاص علامت ہے۔ مسوڑھے بھی ڈھیلے پڑ کر دانتوں کو چھوڑنے لگتے ہیں ہاتھ سے دانت صاف کرنے پر بھی خون نکل آتا ہے۔ عام طور پر سرخ خون بہتا ہے لیکن درمیان میں سیاہ خون کا سیلان بھی شروع ہو جاتا ہے۔ مونہہ کے کنارے چھل جاتے ہیں۔ خشک اور چھلے ہوئے ہونٹ اس کی خاص علامت ہیں۔ ناک کے کنارے بھی چھلے ہوئے اور زخمی ہوتے ہیں۔ عموماً نزلہ میں یہ کیفیت ہو جاتی ہے لیکن کریوزوٹ میں یہ مستقل علامت بن جاتی ہے۔ اکثر مخارج سے خون بہتا رہتا ہے۔ ناک، آنکھ، رحم، گردوں اور رحم سے خون بہنا اس دوا میں پایا جاتا ہے۔

کریوزوٹ میں مزاج کی تیزی اور غصہ پایا جاتا ہے اور اس لحاظ سے یہ کیموملا کے مشابہہ ہے لیکن کیموملا کا مزاج مستقل ہے۔ کریوزوٹ میں یہ عارضی کیفیت ہے۔ بیماری کی شدت میں مریض چڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے طبیعت میں کیموملا کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیموملا کا مریض تندرست ہو یا بیمار ہر حال میں غصے والا ہی ہے اور اس کے مزاج میں بدخلقی پائی جاتی ہے۔

کریوزوٹ میں خون کے اخراج کی وجہ سے ماؤف حصہ چھل جاتا ہے اور جلن ہوتی ہے اگر اس کے اخراجات سیاہی مائل ہوں تو ان میں بدبو بھی پائی جاتی ہے۔ کریوزوٹ رات کو بچوں کے پیشاب نکل جانے کی بہترین دوا ہے اس میں یکایک پیشاب کی حاجت اتنی شدید ہوتی ہے کہ پیشاب کرنے کی جگہ تک بھی نہیں پہنچ پاتے۔ اگر اس دوا کو کچھ عرصہ استعمال کیا جائے تو رفتہ رفتہ پیشاب کی حاجت کی تیزی میں کمی آ جاتی ہے اور پیشاب کو روکنے کی

(باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں)

ڈیزائننگ وکمپوزنگ : کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان